عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

جلد ۱۵ | ۲۷؍ محرم تا ۳ صفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ جون ۱۹۹۶ء | شمارہ ۳

SUBMISSION TO THE HONBLE SUPREME COURT OF PAKISTAN

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۟

توحیدِ خالص، دینِ فطرت ہے

خواتین کے کالجوں میں قادیانی ٹیچرز

امریکی پرچم، انسانی حقوق اور قادیانیت

مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی
تاریخی حقائق کی زبانی

قصیدۂ نعتیہ

پردے اُٹھے نگاہ سے ہر شے نکھر گئی
دشت و جبل سے نور کے جھرنے ٹپک پڑے
برگ و شجر نہال ہوئے جھومنے لگے
کرنوں کا رقص ہونے لگا برگ و بار پر
باد نسیم مست ہے نکہت بدوش ہے
تاریکیوں کا نام مٹا کر جہان سے
بادل فضائے دہر پہ رحمت کے چھا گئے
پُر نور کعبہ اور بھی پُر نور ہو گیا
پائی جھلک جو ساقیِ کوثر کے نور کی
اہلِ ستم کا رنگ اُڑا، زرد ہو گئے
لات و ہبل کا دورِ حکومت گزر گیا
بزمِ جہاں میں آج یہ کس کا ورود ہے
انسانیت نے قرض سب اپنا چکا دیا
جس کی طلب میں کی تھیں دعائیں خلیل نے

تنویرِ صبح رات کے رُخ پر بکھر گئی
کلیوں کے جام پھولوں کے ساغر چھلک پڑے
آپس میں ایک ایک کا منہ چومنے لگے
فردوس عکس ریز ہے ہر لالہ زار پر
نغمہ زن سکوت نوائے سروش ہے
اُتری عروسِ صبح نئی آن بان سے
آئی صدا کہ سرورِ کونین آ گئے
بطحا تمام جلوہ گہِ طور ہو گیا
زمزم سے موج اُٹھی شرابِ طہور کی
آتشکدوں کی سانس رکی سرد ہو گئے
انسانیت کا طوقِ غلامی اتر گیا
جبریل کے لبوں پہ مسلسل درود ہے
تخلیق کر کے جس کو خدا مسکرا دیا
آمد کا اُس کی مژدہ دیا جبریل نے

صدق و صفا کا پیکرِ پُر نور آ گیا
بے آسرا نحیف لبوں کو زبان دی
لطف و کرم کی ساری ادائیں عطا ہوئیں
انسانیت کے درد کا درماں کیا گیا
وہ رحمتِ تمام وہ غمخوارِ بے کساں
فخرِ رسل ہے شافعِ روزِ حساب ہے
مظلوم عورتوں کو نئی زندگی ملی
پاکیزگیِ عصمت و عفت کا پاسباں
تزئینِ کائنات ہے جس کے جمال سے
اک انقلابِ تازہ بپا کر دیا گیا
ادنیٰ سا یہ کرشمہ ہے اس فیضِ عام کا
روم و عجم کا فرق نشاں سب مٹ گئے
جس نے اگر جلال کے جوہر دکھا دیئے
رہزن جو تھے وہ ہادیِ آفاق بن گئے

لے کر حیاتِ تازہ کا منشور آ گیا
دُرِّ یتیم بن کے یتیمی کو شان دی
زخموں سے چور ہو کے دعائیں عطا ہوئیں
احسان و عدل زیست کا عنواں کیا گیا
ہے جس کو نازِ فقر وہ سلطانِ دو جہاں
اُمّی لقب ہے صاحبِ اُمّ الکتاب ہے
عفت ملی، حقوق ملے، روشنی ملی
احسان و عدل و جود کا دریائے بیکراں
بالا ہے جو خرد کے حدود و خیال سے
نسل و وطن کا فرق فنا کر دیا گیا
بازار سرد کر دیا سودی نظام کا
جس نے رسومِ جہل کچل دیں قدم تلے
بدر و اُحد نشانِ عزیمت بنا دیئے
جاہل جو تھے معلمِ اخلاق بن گئے

ہر بات جس کی بن گئی دستورِ زندگی
تاریکیوں میں جاگ اُٹھا نورِ زندگی
قرآن جس کا خلق ہے وہ رحمتِ تمام
جس کے لیے ہوا ہے دو عالم کا انتظام
جس کے غلام فاتحِ ایران و شام ہوں
لاکھوں درود اُس پہ، ہزاروں سلام ہوں

ذکی کیفی مرحوم

جناب طاہر رزاق کو صدمہ

لاہور (نمائندہ خصوصی) تحریک ختم نبوت کے پرجوش رائٹر اور مضمون نگار' شعلہ بیان مقرر' صاحب طرز ادیب و خطیب جناب طاہر رزاق کے والد ۶۲ سال کی عمر میں بروز جمعرات بتاریخ ۱۸ر اپریل ۱۹۹۶ء لاہور میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ مرحوم نیک سیرت' پابند صوم و صلوۃ تھے۔ تحریک ختم نبوت سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے جناب طاہر رزاق کی جماعتی معاملات میں دلچسپی مرحوم کی دعاؤں کی مرہون منت ہے۔ تندرست و توانا تھے۔ اچانک دل کا دورہ پڑا۔ طبی امداد سے پہلے ہی 'خالق حقیقی سے جا ملے۔ جنازہ میں جناب طاہر رزاق کے احباب و رفقاء' جماعتی کارکنوں' اہل محلہ نے کثرت سے شرکت کی۔

تمام قارئین ختم نبوت سے استدعا ہے کہ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختم نبوت

شمارہ ۳ جلد ۱۵

REGD. NO.SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد چنیوٹی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
عبداللہ ملک

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل ڈیزائن
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

عالم اسلام کی بے حسی ۴
توحید خالص، دین فطرت ہے ۶
خواتین کے کالجوں میں قادیانی ٹیچرز ۱۰
امریکی پرچم، انسانی حقوق اور قادیانیت ۱۲
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (تعارف کتاب) ۱۴
حقوق انسانی۔ شیخ عمر عبدالرحمان کا مکتوب ۱۶
مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی ۱۹
واقعہ ذبح اور بائبل کے تضادات ۲۱

قیمت ۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ امریکی ڈالر، یورپ، افریقہ ۳۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، کویت، عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ
اور ایشیائی ممالک ۲۰ امریکی ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت — الائیڈ بینک، نوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ
نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے
سہ ماہی ۷۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمن باوا — ناشر: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

عالم اسلام کی بے حسی

گذشتہ دنوں مصر کے ممتاز مذہبی رہنما عبد الرحمان نابینا کا ایک خط امریکہ اور پاکستان کے بعض اخبارات میں شائع ہوا اور جنگ کے ممتاز کالم نگار جناب مجیب الرحمان شامی صاحب نے اس حوالے سے ایک کالم بھی لکھا۔ خط کیا تھا ایک دردناک داستان تھی جس کو پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور باحیا انسان کے سر شرم سے جھک گئے۔ ایک عالم دین ۸۰ سالہ بزرگ کے ساتھ یہ ظلم و ستم صرف اس لئے کہ وہ ایک مسلمان عالم دین ہے۔ اس نے کوئی چوری نہیں کی کہیں ڈاکہ نہیں ڈالا کسی کی عزت نہیں لوٹی کسی حکمران کا تختہ نہیں الٹا اس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے مسلمانوں کو ان کا تشخص یاد دلاتا ہے۔ ایک بوڑھے انسان سے جس کی قوم اور مذہب کی غیرت اتنی مر چکی ہو کہ وہ اپنے اس رہنما پر مظالم پر افسوس کا اظہار تک نہ کر سکتے ہوں امریکہ بہادر کا اتنا ناراض اور خوفزدہ ہونا کہ اس کے بارے میں اخلاقی قیود کی تمام حدود کو پھلانگ دیا جائے سمجھ سے بالاتر ہے۔ امریکہ جس کے مہذب ہونے کا ڈھنڈورا پوری دنیا میں پیٹا جا رہا ہے جس کے یہاں قانون کی بالادستی کے دعوے پوری دنیا میں مثال کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں جس ملک میں جیلوں کی سہولتوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ گھروں سے زیادہ آرام و راحت دیا جاتا ہے ملک میں چوروں اور ڈاکوں اور قاتلوں کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہو کہ ان کے ساتھ بھی زیادتی نہیں کی جاتی ان کے حقوق کی رعایت کی جاتی ہے ان کے مقدمہ میں انصاف کے تقاضے پورے کئے جاتے ہیں' اس ملک کا دعویٰ ہے کہ یہاں قانون کی حکمرانی ہے پولیس یا انتظامیہ کی حکمرانی نہیں۔ اس ملک میں ایک نابینا عالم دین کے ساتھ اتنی زیادتی اور اتنا ظلم اور ایسی غیر اخلاقی گراوٹ کا مظاہرہ افسوس اور حیرت ہے ایسے ملک پر ایسے انصاف کے دعووں پر' ایسی قانون کی حکمرانی پر۔ ظلم کی یہ داستان امریکہ کے عدالتی نظام اور جیلوں کے انتظامات پر اتنا بدنما داغ ہے کہ اگر ذرا سی بھی اخلاقی جرات ہوتی تو اس کے بعد وہاں کا تمام عدالتی عملہ مستعفی ہو کر ایسی جگہ روپوش ہو جاتا جہاں کوئی ان کا منہ نہ دیکھ سکتا یا ایسے افراد کو ایسی سزائیں دی جاتیں کہ آئندہ محافظ دستے کے کسی فرد کو اس قسم کے ظلم کی ہمت نہ ہوتی اس داستان نے امریکہ کے جیلوں کے نظام کی قلعی کھول دی اور اس کے دعووں کی حقیقت دنیا پر واضح کر دی۔ قیدیوں پر ایسا ظلم تو ہندوستان اور اسرائیل کی جیلوں میں بھی نہیں سنا گیا۔ ایسی گراوٹ کا مظاہرہ تو پرانے زمانے کی نجی جیلوں میں بھی نہیں کیا گیا' ۸۰ سالہ بزرگ کی جیل کے اندر تلاشی کا یہ انداز سوائے اذیت پسندی کے اور کچھ نہیں۔

چوروں اور ڈاکوؤں اور بدکاروں کے حقوق کی آواز بلند کرنے والی امریکی تنظیمیں اور پاکستان اور دوسرے ممالک کی تنظیمیں آج کہاں سو گئیں؟ آج ان کو اس مسلمان رہنما پر مظالم نظر نہیں آئے؟ کیا اس عالم دین کی اس خط پر کسی عالمی تنظیم کے رد عمل کا اظہار کیا؟ کیا کسی تنظیم نے تحقیق کی کہ اس نابینا عالم دین پر یہ ظلم و ستم کیوں کیا جا رہا ہے؟ انسانی حقوق کی تنظیموں کے ضمیر کہاں سو گئے؟ چلئے مان لیں کہ امریکہ اور یورپ کی انسانی حقوق کی

تنظیمیں کافر ہیں ان کو مسلمانوں کے حقوق کا کیا' انہوں نے پہلے کب آواز بلند کی' کس مسلمان کے حق کے لئے آواز اٹھائی' سرینگر اور ہندوستان کی مختلف جیلوں میں آزادی کشمیر کے مجاہدین مولانا مسعود اظہر' کمانڈر سجاد اور دیگر کئی قیدیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے' ان کا جینا دوبھر کر دیا گیا' کسی عالمی تنظیم کے کان پر جوں رینگی کہ آج جناب عبد الرحمان نابینا پر امریکی مظالم پر وہ آواز بلند کریں گے۔ عبد الرحمان نابینا پر جب انصاف کے تقاضوں کو پورا کئے بغیر سزا دی گئی تو کسی عالمی تنظیم نے اس پر احتجاج کیا کہ آج مسلمان تنظیموں سے توقع کر رہے ہیں کہ وہ اس عظیم رہنما پر ان مظالم کی روک تھام کے لئے جدوجہد کرے گی؟ لیکن آج افسوس اور حیرت ہے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں پر اور عالم اسلام کے حکمرانوں پر' مسلمانوں کی امدادی اور رفاہی تنظیموں پر کہ عبد الرحمان مرد مجاہد کا یہ دردناک خط ان کے ضمیروں کو جھنجھوڑنے سے قاصر رہا۔ کیا اس آواز میں اسلامی درد کی کوئی کیفیت نہیں جس کی کسک ہر مسلمان اور عالم اسلام کے حکمران محسوس کریں اور اس ظلم کو کم از کم روکنے کے لئے صرف آواز ہی بلند کریں۔ دو چوڑوں اور جمعداروں کو پاکستان میں ایک عظیم ظلم "توہین رسالت ﷺ" پر سزا ہو گئی تو امریکہ' جرمنی' برطانیہ اور دیگر ممالک مغربیہ چیخ اٹھے۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں میدان میں آگئیں ان پر ظلم کیا گیا نہ ان کو ایذائیں دی گئیں اور نہ ہی قانون کے دروازے ان پر بند کئے گئے۔

ایک ماتحت عدالت نے مقدمہ کی سماعت کی۔ قانون کے تمام تقاضے پورے کئے۔ شواہد کی روشنی میں جرم ثابت ہونے پر سزا سنائی اور عدالت عالیہ میں اپیل کا اختیار دیا۔ اپیل عدالت عالیہ نے سماعت کے لئے قبول کر لی۔ اس کے باوجود امریکی اور مغربی پریس چیخ اٹھا حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال کر راتوں رات ان دونوں کو اعزاز و اکرام کے ساتھ مغربی جرمنی منگوایا گیا' وی آئی پی مہمان کی حیثیت سے پروٹوکول دیا گیا۔ شہریت اور زندگی کی آرائشیں مہیا کر کے پاکستان کے عدالتی نظام کی دھجیاں بکھیر دی گئیں اور ایک عالم اسلام کے حکمرانوں کے ضمیر ہیں کہ ایک سیاسی مجاہد عبد الرحمان نابینا جدوجہد آزادی کے ہیرو مسعود اظہر اور دیگر مسلمان مجاہدین پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اخلاق گراوٹ کی مثالیں قائم کی جاتی ہیں لیکن ان کو یہ توفیق تک نہیں ہوتی کہ کم از کم احتجاج کی آواز ہی بلند کریں۔ کیا یہ قیدی مسلمان نہیں؟ عالم اسلام کے ساتھ ان کا مذہبی رشتہ نہیں؟ کیا قرآن مجید کا حکم مسلمان آپس میں بھائی بھائی کا سبق مسلمان بھول چکے ہیں؟ کیا حضور خاتم النبیین ﷺ کی یہ حدیث کہ مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں اگر ایک عضو میں تکلیف ہوگی تو تمام جسم تکلیف میں مبتلا ہوگا' آج ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکی ہے؟ عالم اسلام کی اس بے حسی اور مسلمانوں کی اس بے حمیتی کی بنا پر کب تک مظلوم مسلمان مغرب اور یہود و ہنود کی چیرہ دستیوں کا شکار رہیں گے' کب تک مسلمان رہنماؤں کو اس طرح بے آسرا اور بے سہارا رکھا جائے گا۔ کیا مسلمانوں کے دنیا میں کوئی حقوق نہیں' لیبیا اور سوڈان کے خلاف اس لئے اقتصادی بائیکاٹ کہ وہ امریکہ کے دعویٰ کے مطابق ان کے دو مجرم دینے کے لئے تیار نہیں۔ کیا آج عالم اسلام کے حکمران عبد الرحمان مجاہد کے مظالم پر امریکہ اور کشمیری مجاہدین مسعود اظہر اور دیگر حریت پسند رہنماؤں پر ہندوستان اور حماس کے لیڈروں پر اسرائیل سے کسی قسم کا احتجاج کرنے کے بارے میں سوچ بھی سکتے ہیں' یاد رکھیں بے سہارا کا کوئی پرسان حال نہیں یہی روش باقی رہی تو مسلمانوں کی عزت' آبرو' جان و مال کسی ملک میں محفوظ نہیں رہے گا۔ آج عیسائی باشندہ یہودی فرد اور ہندو لالہ کسی ملک میں سر اٹھا کر عزت سے چلتا ہے تو اس کو معلوم ہے کہ اس پر زیادتی کے خلاف امریکہ' یورپ' اسرائیل اور ہندوستان خاموش نہیں بیٹھے گا اور مسلمان ہر ملک میں ذلت اور مظلومیت کی زندگی گزار رہا ہے تو اس کے علم میں ہے کہ کوئی مسلمان ملک میرا پرسان حال نہیں اس لئے فلسطین میں بھی وہ پٹ رہا ہے چیچنیا میں بھی موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے کشمیر و بوسنیا میں اجتماعی قتل عام اور درندگی کا شکار ہو رہا ہے۔ آج اگر مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں نے امریکہ میں عبد الرحمان مجاہد کے ظلم پر خاموشی اختیار کر لی تو یاد رکھیں کہ کشمیر' فلسطین' چیچنیا' بوسنیا اور دیگر ممالک کی طرح امریکہ میں بھی مسلمان محفوظ نہیں رہیں گے اس لئے آج عالم اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ امریکہ' کشمیر' فلسطین اور چیچنیا کے مسلمانوں کو مظالم سے بچانے کے لئے آواز بلند کرے اور ان ممالک کو ان کے حقوق کے احترام پر مجبور کرے۔

شیخ کا مکتوب ص ۱۶ و ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیے

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

توحید خالص، دینِ فطرت ہے

قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ فاقم وجھک للدین حنیفاO فطرت اللہ التی فطر الناس علیھاO لا تبدیل لخلق اللہO ذالک الدین القیّم ولکن اکثر الناس لا یعلمونO منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکینO من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا کل حزب بما لدیھم فرحونO (الروم آیت ۳۰ تا ۳۲)

ترجمہ .... سو تو اپنا رخ یکسو ہو کر دین قیم پر ہی ہو کر مرکوز رکھ۔ اللہ کی اس ساخت اور بناوٹ پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے۔ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی نہ ہونی چاہئے۔ یہی صحیح اور اصل دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ تم اسی کی جناب میں جھکے رہو۔ اور اسی سے ڈرتے رہو۔ نیز نماز کی پابندی رکھو اور (اس کی عبودیت میں) شرک کرنے والوں سے نہ ہو جانا۔ ان لوگوں سے (جنہوں نے اس حقیقت سے منحرف ہو کر) اپنے دین میں تفرقہ ڈال لیا اور وہ گروہ گروہ ہوگئے۔ یوں کہ ہر ایک گروہ اپنے اپنے نظریات پر ہی نازاں ہے۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا آیات میں ایک بنیادی اور اہم ترین اصول بیان فرمایا گیا ہے کہ جس کے سمجھ لینے سے دین کی حقیقت۔ مسئلہ توحید و شرک، رشتہ عبد و معبود، خالق و مخلوق اور دین کی ضرورت اور اس کے اغراض و مقاصد نہایت آسانی اور سہولت سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں لیکن اس عظیم ترین حقیقت کی تفہیم کے لئے آیات بالا میں مذکور لفظ دین اور فطرت کا سمجھنا نہایت لازمی ہے۔ اگر ہم ان الفاظ کا مفہوم اور حقیقت سمجھ لیں تو پھر ان شاء اللہ تمام مراحل آسان ہو جائیں گے۔ تمام مشکلات سہل ہو جائیں گے اور تمام جھگڑے اختلافات اور تنازعے ختم ہو جائیں گے۔

فطرت اور دین کی مشاہداتی اور تجرباتی تفہیم

یا اخوۃ الاسلام۔ آپ اپنے گرد و پیش میں نظر دوڑائیں تو آپ کو کئی انسانی ایجادات نظر آئیں گی "مثلاً" آپ کے گھر ہی میں۔ کہیں دیوار پر آویزاں کلاک ٹن ٹن کی آواز دے رہا ہے۔ کہیں چھت سے معلق پنکھا ہوا دے رہا ہے۔ کہیں بلب یا ٹیوب لائٹ آپ کے کمرہ کو بقعہ نور بنائے ہوئے ہے۔ ایسے ہی کسی کمرے میں فریزر رکھا ہوا ہے۔ اور بھی کئی ایجادات آپ کے گھر میں اپنے اپنے مقاصد پورے کر رہی ہوں گی۔

اس کے بعد آپ ذرا میرے ساتھ ساتھ ان ایجادات کے وجود، کارکردگی اور مقاصد کو مطالعہ فرمائیں تو آپ کا ذہن اس حقیقت کو نہایت آسانی سے قبول کرلے گا کہ کسی کاریگر اور موجد نے برقی پنکھے کو محض ہوا دینے کے لئے بنایا تھا۔ بلب اور ٹیوب لائٹ کو صرف لائٹ دینے کے لئے۔ فریزر کو ٹھنڈک کے لئے اور گھڑی کو صرف ٹائم دینے کے لئے۔ گویا ان اشیاء کی ایجاد محض اپنے اپنے مقاصد کے لئے ہوئی تھی۔ "مثلاً" پنکھے کو صرف ہوا دینے کے لئے بنایا گیا تھا۔ نہ لائٹ کے لئے اور نہ ہی ٹھنڈک یا ٹائم دینے کے لئے۔ پھر ایک بات یہ بھی ملحوظ رکھیں۔ کہ موجد نے "مثلاً" پنکھے کو محض ہوا دینے کے لئے بنانا شروع کیا تو اس کی بناوٹ، ساخت، ہیئت، فارمولا، اسی مقصد اور غرض کو پیش نظر رکھ کر شروع کی اور پھر اس کے تمام پرزوں کی بناوٹ اور ان کی سیٹنگ بھی اسی مقصد کو ملحوظ رکھ کر کی۔ جو اس سے مطلوب تھا۔ لہٰذا اب اگر وہ مشینری اپنے بنیادی اور فطری مقصد کو پورا نہ کرے یعنی "مثلاً" پنکھا چل کر ہوا نہ دے۔ بلب اور ٹیوب لائٹ روشن ہو کر لائٹ نہ دیں تو کاریگر اس کی درستگی اور اصلاح کی طرف توجہ دے گا پھر اگر وہ اپنا مقصد ظاہر کرنا شروع کردے تو فبہا ورنہ اسے فیل کرکے اسکریپ میں ڈال دے گا۔ بس سمجھ لیجئے کہ پنکھے کی یہ ساخت اور ابتدائی فارمولا۔ جس کے مطابق اس کی تکمیل کی گئی ہے فطرت کہلائے گی۔ بلب اور ٹیوب جس بنیاد، ہیئت، فارمولے پر مکمل کیا گیا ہے یہ اس کی فطرت ہے۔ بناوٹ ہے ساخت ہے۔ گھڑی فریزر وغیرہ تمام مشینریاں جس ہیئت پر، فارمولے کے مطابق، تیار اور جن اغراض، مقاصد کے حصول کے لئے ایجاد کی گئی ہیں وہ ان کی فطرت اور ہیئت کہلائے گی۔ علاوہ ازیں انسان کے تمام افعال و اعمال بھی ایک خاص مقصد اور غرض کے تحت صادر ہوتے ہیں۔ کاروبار، ملازمت اور مزدوری حصول معاش

کے لئے اختیار کی جاتی ہے۔ کھانا' پینا' بجائے جسم اور حصول افزائش کے لئے کھایا جاتا ہے۔ لباس' موسم کے منفی اثرات سے بچنے کے لئے' مکان' تحفظ فیلی اور تحفظ معاشرت کے لئے ہے۔ پھر اگر کسی فعل و عمل کا مطلوبہ مفاد حاصل نہ ہو رہا ہو۔ تو اس کے تبدل یا اصلاح کی فکر کی جاتی ہے۔ یا پھر اسے ترک ہی کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ مطلوبہ مفاد بالکل نہ ہو رہا ہو اور نہ اس کی توقع ہو۔

اب ذرا اپنے ذہن کو اور وسعت دیجئے۔ اور اپنے ماحول پر نظر ڈالئے تو آپ کو کئی قسم کے حیوانات اور نباتات نظر آئیں گی ان کے وجود و ظہور میں بھی یہی اصول کارفرما ہے کہ وہ ایک خاص غرض اور مقصد کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ مثلاً بعض حیوان' انسان کو خوراک (بصورت دودھ گوشت) مہیا کر رہے ہیں بعض سواری اور بار برداری کے لئے ہیں۔ بعض سے رہائش اور لباس کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ (اون اور چمڑہ وغیرہ)

ایسے ہی نباتات کا مسئلہ ہے۔ ان میں سے کئی انسانی خوراک کے لئے ہیں۔ کئی جانوروں کی خوراک میں کام آتی ہیں۔ بعض نباتات (لکڑی وغیرہ) انسان کے لئے رہائش یا دیگر راحت و آرام کا سامان مہیا کرتی ہیں اور بے شمار نباتات انسانی یا حیوانی جسم کی صحت و بقا کے سلسلہ میں علاج و معالجہ کے طور پر کام آتی ہیں۔ غرض یہ کہ تمام موجودات صرف انسان کی ضروریات کی تکمیل کے لئے وقف ہیں۔ غرض یہ کہ ہر ایک چیز خاص مقصد اور غرض کے تحت پیدا کی گئی ہے اور پھر وہ تمام اشیاء اپنے اپنے مقاصد ہمیشہ سے اور مسلسل پورے بھی کر رہی ہیں۔ اور کوئی بھی چیز اپنے مقصد ایجاد و تخلیق سے باغی اور منحرف نہیں ہوئی اور نہ ہی ایسا ہونے کا امکان ہے۔

پھر آپ اس سے آگے ایک اور قدم بڑھایئے اور ذرا ... و قلب کو مزید پرواز پر لے جایئے تو آپ کو آسمان' سورج' چاند' ستارے' بڑے بڑے پہاڑ اور درخت وغیرہ نظر آئیں گے۔ عجیب بات ہے کہ ان تمام موجودات ہمیں بھی یہی فارمولا اور اصول کارفرما نظر آ رہا ہے۔ دیکھئے خالق نے آسمان کو روز اول سے جس مقصد و غرض کے لئے بنایا ہے وہ آج تک وہی غرض پوری کر رہا ہے۔ جس طبیعت ساخت اور نیچر پر اسے وجود بخشا تھا وہ آج تک اسی بنیاد اور اصول پر قائم رہتے ہوئے اپنا تخلیقی مقصد پورا کر رہا ہے وہ اپنی بنیاد' فطرت اور ہدف سے بال برابر منحرف نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ پھر اس میں سیٹ کئے گئے سورج' چاند اور ستاروں کا بھی یہی معاملہ واضح نظر آ رہا ہے اور اسی طرح بقیہ اشیاء پہاڑ' درخت وغیرہ بھی ابتداء سے جس ساخت' بنیاد اور فطرت پر وجود پذیر ہوئے ہیں اسی پر قائم ہیں سرمو کوئی بھی بڑی یا چھوٹی چیز اپنے دائرہ فطرت سے منحرف یا باغی نہیں ہوئی۔ بلکہ واذنت لربھا و حقت کا ہی ہر طرف نظارہ قائم ہے چنانچہ خالق کائنات نے اس حقیقت کا اظہار یوں فرمایا ہے کہ ہم نے ارض و سما کو خلق فرما کر اعلان کیا کہ ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین ○(۴۱:۱۱)۔

اور فرمایا کل فی فلک یسبحون۔ (۳۶:۴۰) وکذالک آیات کثیرہ غیرھا پھر تمام مخلوقات کا سو فیصد اپنے دائرہ فطرت میں رہتے ہوئے اپنے مقاصد تخلیق کی تکمیل کے اظہار کے متعلق یوں بھی گواہی دی کہ واللہ علیم بما یفعلون۔ (۲۴:۴۱)

وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم (۱۷:۴۴)

یسبح لہ مافی السموات والارض وھو العزیز الحکیم (۵۹:۲۴)

یسبح لہ مافی السموات ومافی الارض لہ الملک ولہ الحمد (۶۴:۱' ۶۲:۱) وغیرھا من الآیات

ایک موقع پر فطرت پر قائم رہنے والوں اور منحرف ہو جانے والوں کے متعلق یوں فرمایا کہ

الم تران اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب ومن یھن اللہ فمالہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء (الحج ۱۸) ترجمہ ـــــ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمان و زمین کی ہر مخلوق' سورج' چاند' ستارے' پہاڑ' درخت اور جمیع حیوانات خدا تعالیٰ کے ہی سامنے سجدہ ریز ہیں۔ اور بہت سے انسان بھی ایسے ہیں اور بہت پر عذاب الٰہی کا فیصلہ نافذ ہو چکا ہے۔ اور جسے خود اللہ رسوا کر دے اسے کوئی معزز نہیں بنا سکتا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔ یعنی دیگر مخلوقات کی طرح جو انسان اپنا تخلیقی مقصد دائرہ عبودیت میں رہ کر پورا کر رہا ہے۔ وہ اور جو اس سے ہٹ گیا وہ رسوا ہو گیا ہے جسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔

ملاحظہ فرمایئے کہ یہ آیت کریمہ کس وضاحت سے مسئلہ زیر بحث کو کھول کر بیان کر رہی ہے کہ کائنات کا ہر فرد اپنے اپنے دائرہ فطرت ہی میں رہتے ہوئے اپنے اغراض و مقاصد پورے کر رہا ہے۔ کوئی ایک مخلوق بھی اپنے مقصد تخلیق سے سرمو انحراف یا تجاوز کرنے کی جسارت نہیں کر رہی یہی اس کی عبودیت اور انقیاد و تسلیم ہے یہی اس کی تسبیح اور نماز ہے۔

انسان کی فطرت اور مقصد تخلیق

ناظرین کرام! جیسے آپ نے مندرجہ بالا سطور کی روشنی میں نہایت وضاحت سے اس حقیقت کو پایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز ایک خاص مقصد اور غرض کے لئے پیدا کی گئی ہے اور وہ اسی بنیاد پر قائم ہے

ہوئے اپنا مقصد تخلیق پورا کر رہی ہے۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ حضرت انسان کو بھی ایک خاص مقصد اور غرض کے لئے عالم وجود میں لایا گیا ہے۔ وہ مقصد کیا ہے خود خلاق عالم نے بیان فرمایا ہے کہ

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ○ (الذاریات۔ آیت ۵۶)

ترجمہ ـــــ میں نے جن و انس کو صرف اپنی ہی عبودیت کے لئے پیدا کیا ہے۔

بات واضح ہو گئی کہ جیسے کائنات کا ذرہ ذرہ ایک خاص مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے بلکہ خود انسان بھی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اپنی ایجادات کو ایک خاص غرض کے لئے بناتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو بھی ایک خاص غرض کے لئے پیدا فرمایا ہے مگر یاد رہے کہ مخلوقات کے پیدا کرنے سے خود خالق کو اپنی کوئی ضرورت یا غرض درکار نہیں جبکہ انسان کو اپنی ایجادات سے اپنی غرض بھی ہوتی ہے۔ بلکہ ہوتی ہی اپنی غرض ہے لہٰذا سابقہ تفصیل کے مطابق انسان کی بناوٹ، ساخت اور فطرت یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے موجد اور خالق کے مقصد کو پورا کرے۔ اور اس سے انحراف یا بغاوت کا اسے کوئی حق نہیں ہے ورنہ جیسے انسان اپنی ایجاد کو صحیح اور مقصدی غرض اور کارکردگی پورا نہ کرنے پر اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور وہ چیز اصلاح پذیر ہو کر صحیح کارکردگی ادا کرنے لگے تو نبھا ورنہ کباڑ خانے کی نذر ہو گئی اسی طرح حضرت انسان کا معاملہ ہے۔ مگر ایک فرق کے ساتھ۔ وہ فرق یہ ہے کہ

خالق کائنات نے تمام مخلوقات کو ایک ہی نہج، طبیعت اور فارمولے پر بنایا ہے کہ ان میں اختیار اور ارادہ کا کوئی پرزہ نہیں لگایا۔ جس کے نتیجہ میں تمام افراد خلق ایک ہی نہج پر حق عبودیت ادا کر رہے ہے۔ آسمان و زمین، شمس و قمر، شجر و حجر، دریا، پہاڑ، بحر و بر، حیوان، جماد و نبات نہایت یکجہتی اور یکسوئی کے ساتھ حق عبودیت و اطاعت یعنی اپنا مقصد تخلیق پورا کر رہے ہیں ابتداء سے تاہنوز کسی بھی فرد نے کسی بھی لحہ اپنی فطرت یعنی عبودیت و اطاعت سے سرمو انحراف و تجاوز یا انکار و سکوت نہیں کیا بلکہ اپنا طائعین ہی کے تحت پوری رغبت و توجہ کے ساتھ مصروف کار ہیں۔

مگر کائنات کے اس اعلیٰ ترین فرد یعنی حضرت انسان کو نعمت اختیار و ارادہ سے سرفراز فرمایا باقی مخلوقات پر برتری اور فوقیت دیتے ہوئے اس میں اختیار و ارادہ کا ایک زائد پرزہ فٹ کر دیا تو چونکہ اس سیٹنگ کی وجہ سے یہ مخلوق اپنے مقصد تخلیق یعنی فطرت سے بھٹک بھی سکتی تھی اگرچہ مالک حقیقی نے اس پرزہ کو کنٹرول کرنے کے لئے انسان میں ایک بریکر اور کنٹرول یعنی نور عقل بھی اس میں فٹ کر دیا مگر پھر بھی اس کے بے قابو ہو جانے کا خطرہ اور امکان باقی تھا لہٰذا رب کریم نے اسے اس کی فطرت یعنی مقصد تخلیق ذہن نشین کرانے اور اسی پر برقرار رہنے کی ضرورت و اہمیت باور کرانے کے لئے سلسلہ وحی و نبوت بھی قائم فرمایا جس کے تحت خلاق عالم نے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ایسے صحیح الفطرت اور کامل حقیقت شناس افراد مبعوث فرمائے جو افراد انسانی کو ان کی فطرت اور مقصد تخلیق سمجھاتے اور اس پر قائم رہنے کی پر زور اور پر سوز تلقین و تاکید فرماتے رہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اے انسانو! تمہارے خالق نے دیگر مخلوقات کی طرح تمہیں ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے لہٰذا تم اپنے خالق کو پہچانو اور اس کی عبادت و اطاعت کلی کو اپناؤ۔ یہی تمہاری فطرت کا تقاضا ہے لہٰذا اس سے ذرہ بھر انحراف و انکار نہ کرو۔ ذرا دیکھو باقی ساری مخلوق اپنے دائرہ فطرت کی پابندی کر رہی ہیں لہٰذا تم بھی اپنی فطرت پر آجاؤ یعنی اپنے خالق کی عبودیت اور اطاعت شعاری کو اپناؤ۔ چنانچہ ہر رسول اور ہر نبی کی دعوت اور پیغام محض یہی تھا کہ

۱ ......وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ (۲۱:۲۵)

۲ ......ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت فمنہم۔

۳ ......من ھدی اللہ ومنہم من حقت علیہ الضلالۃ فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ○ (النحل ۳۶)

۴ ......وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین البینۃ

ترجمہ ـــــ اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی فرمائی کہ میرے سوا کوئی بھی لائق بندگی اور عبودیت نہیں۔ لہٰذا تم صرف میرے ہی پرستار اور اطاعت شعار بنو اور ہم نے یقیناً ہر گروہ انسانی میں یہ پیغام اور تعلیم دے کر ایک رسول بھیجا کہ صرف اللہ ہی کی عبودیت و اطاعت اختیار کرو۔ اور ہمیشہ باطل پرستی سے بچتے رہو۔ پھر انسانوں میں سے کچھ افراد کو اللہ تعالیٰ نے راہ راست (فطرت) پر آنے کی توفیق دی اور کئی پر گمراہی چھائی۔ تو تم زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ (فطرت سے انحراف و انکار کرنے والوں کا) کیسا سنگین انجام ہوا۔ کہ وہ حرف غلط کی طرح مٹ کر قصہ کہانی بن کر رہ گئے۔

انبیائے برحق کے بنیادی اور مشترکہ مشن اور تعلیم و دعوت کے متعلق فرمایا کہ

ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون ○ (النحل ۲)

ترجمہ ـــــ یہ کہ تم لوگوں کو یہ آگاہی دو۔ یہ حقیقت ذہن نشین کراؤ کہ میرے سوا کوئی بھی فرد کائنات عبودیت اور اطاعت کا حق دار نہیں ہے سو تم مجھ سے ہی خائف اور مرعوب رہو۔ میرے ہی محکوم رہو۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا تفاصیل سے آپ و خوب ذہن نشین ہو گیا ہو گا کہ

نمبر۱۔۔۔ کہ خالق کائنات نے ہر چیز کو ایک خاص مقصد اور کارکردگی کے لئے وجود بخشا ہے۔

نمبر۲۔۔۔ ہر چیز خالق کے مقصد تخلیق و ایجاد کو پورا کر رہی ہے۔

نمبر۳۔۔۔ خالق نے جس بنیاد ۔۔۔ ہیں پر کسی چیز کو وجود بخشا ہے وہی اس کی فطرت (بناوٹ و ساخت) کہلاتی ہے۔ اور اس کے مطابق اس کی کارکردگی ہی اس کی عبادت۔ صلوۃ تسبیح اور تسلیم و انقیاد ہے۔

نمبر۴۔۔۔ اسی طرح انسان بھی اپنی ایجادات ایک خاص مقصد، غرض اور نیچر کے تحت فراہم کرتا ہے پھر اگر وہ ایجاد، مشینری وغیرہ اس مقصد ایجاد کا اظہار نہ کرے تو اس کی اصلاح اور درستگی کی طرف توجہ مرکوز کی جاتی ہے لیکن اگر پھر بھی وہ اصلاح پذیر نہ ہو اور اپنی صحیح کارکردگی اور مقصد ایجاد و تخلیق پورا نہ کرے تو اسے کباڑ خانہ میں پھینک دیا جاتا ہے اسے بیکار قرار دے کر اسکریپ قرار دے دیا جاتا ہے۔

نمبر۵۔۔۔ بالکل اسی ضابطہ پر خالق کامل نے انسان کو بھی ایک خاص ساخت، بنیاد، فطرت اور فارمولے اور غرض و مقصد کے تحت پیدا فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ

وہ اپنے خالق و مالک کو پہچان کر اسی کا پرستار اور جاں نثار بندہ اور دل و جان اور روح و جسم سے اسی کا پجاری اور اطاعت شعار بندہ بن جائے۔ وہ مخلوق پرست، بت پرست، قبر پرست، زر پرست، زن پرست، فواحش پرست، پیٹ پرست، مظاہر و اوتار پرست، اقتدار و شخصیت پرست، قوم و وطن پرست اور پیر و اکابر پرست نہ بنے بلکہ صرف اور صرف اللہ پرست بنے۔ وہ کسی بھی مرحلہ پر خدا پرستی سے منحرف نہ ہو اور نہ اس میں خلا ملط کرے۔

نمبر۶۔۔۔ انسان کا اپنے مالک حقیقی کی عبودیت اور غیر مشروط اطاعت کلی اختیار کرنا اور اسے صرف اسی کا حق سمجھنا یہ دین قیم ہے۔ یہی اسلام ہے۔ یہی توحید خاص ہے۔ یہی عبودیت اور بندگی ہے جو اس کا فطری فریضہ اور مقصد تخلیق ہے۔

نمبر۷۔۔۔ اب اس استحقاق خداوندی سے انحراف یا انکار کفر و بغاوت ہوگی اور اس استحقاق میں کسی دوسرے فرد کو شامل اور شریک سمجھنا شرک ہوگا۔ بلکہ اسے اس استحقاق کو "خالصتاً" صرف اپنے خالق حقیقی سے وابستہ رکھنا چاہئے۔ اسی کو فرمایا فاعبداللہ مخلصا له الدین (۳۹:۲) اب آگے یہ بھی ذہن نشین فرمالیجئے کہ

جس طرح کسی مشینری کا موجد ہی اس کے تمام کل پرزوں کی بناوٹ اور سیٹنگ کو جانتا ہے نیز اس کے تمام قسم کے اصلاح و بگاڑ نیز اس کے اصول استعمال اور تحفظ کو جانتا ہے۔ اسی طرح خالق کائنات ہی اپنی تمام مخلوقات کی بناوٹ (فطرت) طبیعت و مزاج، سیٹنگ، اصلاح و بگاڑ، اصول تحفظ و بقاء وغیرہ جاننے والا ہو سکتا ہے چنانچہ فرمایا الا یعلم من خلق اور اسی طرح رب ذات اکبر انسان کے مزاج و طبیعت، اصلاح و بگاڑ، اس کی سعادت و شقاوت کو جاننے والی ہو سکتی ہے۔ گویا مخلوق کے وجود اور بقا کا سارا دارومدار اسی ذات الٰہ پر منحصر ہے دیگر کوئی بھی ہستی اس سطح پر برقرار اور متعین نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کے سوا تمام کائنات و موجودات اس کی مخلوق اور مصنوع ہے۔ خالق و صانع نہیں۔ لہذا ان میں سے کیسے کوئی کسی کی اصلاح و بگاڑ اور نفع و ضرر اور سعادت و شقاوت کی ذمہ دار اور کفیل ہو سکتی ہے، وہ کیسے اس کی جملہ ضروریات اور حاجات کو جاننے اور پورا کرنے کی استطاعت اور صلاحیت رکھ سکتی ہے۔ چنانچہ رب العالمین نے تمام مخلوقات میں سے افضل اور اعلیٰ فرد سے یہ اعلان کروا کے تمام مزعومہ اور توہماتی ناطقے بند کر دیئے کہ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک به احدا ○ قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا ○ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن اجد من دونه ملتحدا ○ (الجن)

مولانا سعید احمد صاحب کا
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے کوئی تعلق نہیں

گذشتہ دنوں کچھ فوجی گرفتار ہوئے، ان کے ساتھ بعض علماء بھی گرفتار ہوئے، جن میں راولپنڈی کے ایک صاحب جو سعید احمد کے نام سے مشہور ہیں اور اپنے آپ کو مفتی سعید کہتے ہیں، بھی شامل تھے۔ وہ عدالت میں وعدہ معاف گواہ کی حیثیت سے پیش ہوئے تھے۔ انہوں نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ ان کا تعلق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے ہے اور یہ کہ وہ یورپ اور امریکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے سفر پر جاتے رہتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتی ہے اور عدالت میں بھی یہ بات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ریکارڈ کرادی گئی ہے کہ (مولانا) سعید احمد صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نہ تو رکن ہیں اور نہ ہی سفیر۔ اور نہ ہی کسی کانفرنس میں ان کو مقرر کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس لئے جو حضرات ان سے معاملہ کریں ذاتی حیثیت سے کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کے کسی فعل کی ذمہ دار نہیں ہے۔

(ادارہ)

نعمان ظفر

خواتین کے کالجوں میں قادیانی ٹیچرز

عالم اسلام ایک طویل عرصے سے فکری اور علمی جمود کا شکار ہے۔ جب سے یورپ میں نشاۃ ثانیہ کی تحریکیں ابھری ہیں۔ عالم اسلام میں ایک بھی فکری یا علمی تحریک نہیں ابھری۔ حتیٰ کہ پاکستان جیسے اسلامی نظریاتی ملک میں بھی فکر اور علم کو ثانوی درجہ دیا گیا ہے۔ آزادی وطن کے بعد ایک خاص سازش کے تحت پاکستان میں بے فائدہ و بے ثمر نظام تعلیم مسلط کردیا گیا۔ مگر بے فائدہ نظام تعلیم، بیکار نصاب اور بے ثمر تدریس کے علاوہ ایک اور عجیب بات نظر آتی ہے کہ یہاں اساتذہ ذمہ داریاں نہیں نبھا سکے ہیں۔ دانشور طبقہ اساتذہ سے شاکی ہے کہ وہ اپنے طالب علموں کی کردار سازی اور نظریاتی تعلیم کا کوئی اہتمام نہیں کرتے۔

عرصہ دراز سے اس بات کو محسوس کیا جارہا تھا کہ جہاں پالیسیاں غلط ہیں وہاں تدریس سے منسلک اصحاب بھی اپنے پیشے یا کمٹ منٹ سے سنجیدہ نہیں ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد استاد آج تک اپنے شاگردوں کی ایسی جماعت نہیں تیار کرسکے جو کہ پاکستان کو اس کی نظریاتی اساس کے مطابق ڈھال سکیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہم لوگ زوال پذیر ہیں۔ اخلاقی رویے زوال پذیر ہیں۔ اساتذہ اور شاگردوں کا رویہ بھی پہلے سے بدتر ہے۔ شاگردوں کی بے راہ روی کا ذمہ دار صرف اساتذہ کو ٹھہرایا جاتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ تمام خرابیوں کے ذمہ دار صرف استاد ہیں۔ یہ لوگ پیسہ کمانے کی مشین بنے ہوئے ہیں مگر اس معاشرے میں بھی آراء دو طبقوں میں بٹ چکی ہیں۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ چونکہ اساتذہ بھی عوام سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے جو چلن عوام کا ہوگا سو وہی ان کا بھی ہوگا۔ مگر دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ ایک مقدس پیشے کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی وجہ اساتذہ پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کے پاس خام ذہنوں کے شاگرد آتے ہیں استاد انہیں جس سانچے میں مرضی چاہیں ڈھال دیں۔

مگر پچھلے دنوں ایک تلخ اور سنگین ترین صورت حال کا علم ہوا ہے کچھ افراد نے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان کو ایک خاص سازش کے تحت بیکار قسم کے نظام تعلیم میں جکڑ دیا گیا ہے محکمہ تعلیم میں ایسے افراد نے پنجے گاڑ لئے ہیں جو کہ ہر قسم کے مثبت پروگرام کو ناکام بنادیتے ہیں المیہ تو یہ ہے کہ ان لوگوں کا اثر و رسوخ بھی خاصا ہے نام بھی بڑے ہیں پھر یہ لوگ طاقتور بھی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں محکمہ تعلیم پر ایک مافیا نے اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہیں جو کہ ہر قسم کی اچھی پلاننگ کو خاطر خواہ طریقے سے ناکام بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ پاکستان بننے کے بعد ہی سے کسی نہ کسی طریقے سے محکمہ تعلیم پر عفریت کی مانند چمٹے ہوئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ سابق مشرقی پاکستان میں تدریس کے لئے ہندو اساتذہ کو ترجیح دی گئی جس کا نتیجہ سقوط ڈھاکہ کی صورت میں نکلا۔ سندھ میں بھی ہندو اساتذہ کو ترجیح دی گئی جس کی وجہ سے ماضی میں جئے سندھ کے نعرے بلند ہوتے گئے۔ مزید یہ کہ پاکستان بھر میں ایسے افراد کو تدریس کے پیشے کے لئے چنا گیا جو کہ اسلام کی بہ نسبت سوشلزم اور کمیونزم کے زیادہ نزدیک تھے ایسے افراد اپنے آپ کو ترقی پسند کہلاتے ہیں یہ لوگ دوسرے راسخ العقیدہ مسلمان اساتذہ کو رجعت پسند کہہ کر مذاق اڑاتے۔ انہیں تنگ نظر اور پرانے خیالات کا آدمی قرار دیتے ہیں پھر یہ لوگ خاصے منظم ہوتے ہیں اپنے خیالات کا پرچار بھی یہ منظم طریقے سے کرتے ہیں۔

طالب علموں کے سامنے بھی یہ نظریاتی قسم کے افراد کا مذاق اڑاتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اچھے خیالات کے مالک استاد بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔ دراصل ایک منظم طریقے سے طالب علموں کے ذہنوں میں یہ زہر گھول دیا گیا ہے کہ اسلام اور وطن کی باتیں کرنے والے فرسودہ اور پسماندہ خیالات کے مالک ہیں۔

ایک اور تکلیف دہ صورت حال کا علم بھی ہوا ہے کہ قادیانی جماعت کے بے شمار افراد تدریس کے پیشے سے منسلک ہوچکے ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہ چھپے اور ڈھکے ہوئے ہیں یہ بظاہر عام مسلمانوں کی طرح تعلیمی اداروں میں گھسے ہوئے ہیں اور کچھ اساتذہ ایسے بھی ہیں جو کہ اعلانیہ اپنے قادیانی ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔ خاص طور پر خواتین کالجوں میں یہ عفریب پوری طرح پنجے گاڑ چکا ہے۔ عموماً خوب صورت قادیانی خواتین اس پیشے سے منسلک ہوتی ہیں پھر یہ اپنے (مخصوص) حسن اخلاق کی وجہ سے جلد ہی محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران کے دلوں میں گھر کرلیتی ہیں جو کہ انہیں ہر بات میں

اہمیت دیتے ہیں۔ پھر اپنی جائز و ناجائز بات منوانے کا انہیں خاص ڈھنگ بھی آتا ہے۔

یہ معلمات تعلیمی اداروں میں مخصوص طریقہ کار کے مطابق کام کر رہی ہیں۔

۱۔ کم عمر اور کچے ذہن کی لڑکیوں کو بھٹکانا۔

۲۔ جو ساتھی ٹیچرز ان کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں انہیں تنگ کر کے متعلقہ تعلیمی ادارے سے نکلوانا۔ یا پھر وہ ٹیچرز جن کا رجحان اسلام اور وطن کی جانب زیادہ ہوتا ہے ان کی راہ میں کانٹے بچھانا۔ تاکہ وہ یکسوئی سے اپنے کام کو جاری نہ رکھ سکیں۔

بے شمار ایسے کیس سامنے آئے ہیں کہ جن میں قادیانی ٹیچرز نے ایسے ٹیچرز کا جینا دو بھر کر دیا جو کہ اپنے طالب علموں کے دلوں میں وطن اور دین کی محبت پیدا کر رہے تھے حیران کن بات تو یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کے بعض اعلیٰ افسران نے بھی ان تمام معاملات میں قادیانی ٹیچرز کا ساتھ دیا۔ یہ بات لمحہ فکریہ ہے۔ اس بات کی تحقیق ہونی چاہئے کہ کیا محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران در پردہ چھپے ہوئے قادیانی تو نہیں ہیں جو کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اہل پاکستان کو عظیم تعلیمی نقصان سے دوچار کر رہے ہیں۔

یوں تو کئی ایسے واقعات منظر پر آئے ہیں جن میں قادیانی ٹیچر نے تنگ کر کے شریف، محب وطن اور راسخ العقیدہ مسلمان اساتذہ کو ناکردہ گناہوں کی سزا دے کر ان کے دلوں سے زندگی کی رمق چھین لی ہے مگر ہم چند واقعات رقم کر رہے ہیں تاکہ اس عظیم خطرے کا ادراک کیا جاسکے جو کہ پاکستان کے سر پر منڈلا رہا ہے۔

مسز عنایت اللہ کا شمار ان خواتین میں ہوتا ہے جن کے دلوں میں وطن اور دین کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ان کی زندگی کا نصب العین پاکستان اور عالم اسلام کی سرفرازی و سربلندی ہے۔ دوران سروس انہوں نے ہمیشہ اپنے طالب علموں کو اچھا شہری اور اچھا مسلمان بنانے کی کوشش کی ہے۔ نصاب کے علاوہ بھی وہ طالب علموں میں دین اور وطن کی محبت پیدا کرنے کے لئے ہر ممکن سعی کرتی رہی ہیں۔ عالم اسلام کے دشمنوں کی سازش سے اپنے طالب علموں کو آگاہ کرتی رہی ہیں۔

۱۹۸۳ء میں انہیں چونیاں انٹرمیڈیٹ کالج کا پرنسپل بنا کر بھیج دیا گیا۔ جہاں انہوں نے کالج کا انتظام و انصرام بہتر بنایا وہاں طالب علموں کی کردار سازی کی جانب بھی خصوصی توجہ دی۔ جہاں کالج کا سالانہ رزلٹ بہتر ہوا وہاں کھیلوں کے میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ مگر ان کامیابیوں کے ساتھ ساتھ مسز عنایت اللہ کی تمام تر توجہ اس جانب تھی کہ ان کے کالج کی فارغ التحصیل طالبات اچھی شہری بن کر اس ادارے سے جائیں تاکہ وہ اپنے خاندانوں کی بہتر پاکستانی اور بہترین مسلمان کی حیثیت سے تربیت کر سکیں۔ کسی قوم کی تعمیر نو میں ماؤں کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔ چنانچہ مسز عنایت اللہ نے اس بات کی جانب بطور خاص توجہ دی مگر یہی بات اس کالج کی ایک قادیانی معلمہ رضیہ شفیق کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ یہ خاتون قادیانی جماعت کی سرگرم رکن ہے اور ایک سیدھے سادھے مسلمان کو قادیانی بنا کر اس کے ساتھ شادی کر چکی ہے۔

مسز عنایت اللہ کی اسلام دوستی کی وجہ سے اسے خطرہ محسوس ہوا تو اس نے ایک مقامی ہیڈ مسٹریس کے ساتھ مل کر انہیں تنگ کرنا شروع کر دیا۔ پرنسپل نے بھی قانون کے مطابق کارروائی کی تین سال کے بعد اس خاتون نے ربوہ ٹرانسفر کروالیا۔ مگر اس کی لابی نے پرنسپل کی ناک میں دم کر دیا۔ کبھی یہ لوگ پرنسپل کو دھمکی آمیز فون کرتے کبھی خط لکھتے۔ کبھی محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران سے اس پرنسپل کی شکایت کرتے۔ کبھی اخبارات میں ان کے خلاف خبریں چھپواتے الغرض قادیانی لیکچرر کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ نکلا کہ کالج میں ڈسپلن کا مسئلہ پیدا ہونے لگا۔ بعض دوسرے ملازمین نے بھی بلیک میلنگ کی راہ نکالی۔ اپنی من مانی کی راہ میں رکاوٹ دیکھ کر وہ بھی پرنسپل مخالف لابی میں شامل ہوگئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک فرض شناس اسلام دوست پرنسپل کو اپنے نظریات کی وہ سزا ملی کہ وہ رہتی دنیا تک یاد کرے گی۔

اس سارے معاملے میں خاص بات یہ ہے کہ ہر آفیشل انکوائری میں مسز عنایت اللہ (پرنسپل) حق پر پائی گئی اور ہر انکوائری میں وہ بے گناہ ثابت ہوئیں۔ مگر ان کی سالانہ رپورٹس خراب کر دی گئیں جس کے نتیجے میں ان کی ترقی چار سال تک رکی رہی۔ یہ بھی علم میں آیا ہے کہ محکمہ تعلیم کا ایک منہ چڑھا قادیانی سپرنٹنڈنٹ علی الاعلان کہتا ہے کہ ہماری جماعت سے ٹکرانے والے دنیا میں سکھ نہیں پاتے اوپر جا کر کیا سکھ پائیں گے۔ چونیاں میں رہائش پذیر ایک قادیانی نہایت نفرت سے مسز عنایت اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ۔ "آئی تھیں تبلیغ کرنے دیکھا کیا انجام ہوا" اس کا اشارہ پرنسپل کی ان خدمات کی طرف تھا جن میں انہوں نے کالج میں مثالی دینی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہوں نے اپنے خرچ سے کالج کے اندر ایک چھوٹی سی مسجد خود تعمیر کروائی تھی۔ درس قرآن پاک بلاناغہ وہ خود دیتی تھیں اپنی تعمیر کردہ مسجد میں بھی انہوں نے درس کا اہتمام کیا۔ بے شمار دینی کتب اپنے شوہر سے ترجمہ کروا کر کے مفت تقسیم کیں۔ ان کی یہی دینی خدمات ان کے لئے آزار بن چکی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا کہنا ہے کہ اگر میری کوئی غلطی ہے تو مجھے سزا دی جائے ورنہ ان لوگوں کو ضرور سزا ملنی چاہئے جو کہ اچھے کاموں کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔

اسی قسم کا ایک دوسرا کیس ناہید جہاں لودھی نامی لیکچرار کا سامنے آیا ہے۔ ناہید جہاں لودھی کا قصور بھی یہ ہے کہ اس عورت کے دل میں بھی وطن اور

دین کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور یہ اپنے لیکچرز کے دوران بھی غیر مسلموں کی سازشوں کو بے نقاب کرتی رہتی تھیں۔ انہوں نے گجرات ڈگری کالج میں پوسٹنگ کے دوران مختلف قسم کے پوسٹر چھپوائے جس میں مسلمانوں کو تجدید ایمان اور ترقی اسلام کی تلقین کی گئی تھی۔ انہوں نے اتحاد اسلامی کے لئے بھی زور دیا انہوں نے اسلام کے موضوع پر کچھ کتابچے بھی لکھے ہیں ایک کتاب اشاعت کے لئے بیرون ملک بھیجی ہوئی ہے۔

چنانچہ کو مین میری کالج میں تعیناتی کے دوران اسی وجہ سے مسز زاہدہ مسعود نامی قادیانی ٹیچر نے متعدد بار انہیں اپنا راستہ بدلنے کی تلقین کی اور جب انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پوری طرح ان کی دشمن بن گئی اس کے علاوہ وہ بشریٰ شفیع نامی قادیانی ٹیچر بھی اس کے ساتھ مل گئی اور ان کے خلاف اس کی ریشہ دوانیاں شروع ہو گئیں پھر انہیں بھی ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتنا پڑی۔ ان کی سالانہ رپورٹس گم کر دی گئیں۔ یا پھر لکھی نہیں گئیں۔ زیر زمین لابی نے ان کے خلاف اتنے منظم طریقے سے کام کیا اب وہ تقریباً" چھ سال سے گھر میں بیٹھی ہیں۔ مخالفوں کا مقصد پورا ہو چکا ہے ایسے افراد کا حشر دیکھ کر کسی اور ٹیچر میں ہمت نہیں ہے کہ وہ اپنے طالب علموں کو نظریاتی تعلیم دیں۔ قادیانی ٹیچرز کے متعلق علم میں آیا ہے کہ وہ ہر طریقے سے طالبات میں کرپشن پھیلا رہی ہیں ارباب اقتدار کا فرض ہے کہ ایسے تمام معاملات کی اعلیٰ پیمانے پر انکوائری کروائی جائے۔ ایسے تمام مذموم عناصر کو بے نقاب کر کے انہیں سخت سزائیں دی جائیں جن ٹیچرز کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ان کی تلافی کی جائے اور محکمہ تعلیم کو ایسے تمام افراد سے پاک کیا جائے محکمہ تعلیم میں شامل تمام افراد کی خفیہ انکوائری کروائی جائے کہ وہ کس عقیدے کے مالک ہیں آیا کہ وہ پاکستان کی نظریاتی اساس سے اختلاف تو نہیں رکھتے۔ عوام بھی ایسے افراد کو بے نقاب کریں تاکہ تعلیم کے پاک شعبے کو ان کے چنگل سے نجات دلوائی جاسکے۔ تعلیم کے شعبے میں یہ لوگ اتنے منظم طریقے سے کام کر رہے ہیں کہ ان کے چنگل میں پھنسے ہوئے شکار کو پھڑپھڑانے کا موقع بھی نہیں ملتا۔

(بشکریہ ماہنامہ ایجوکیشن ٹائمز لاہور)

محمد صدیق شاہ بخاری

امریکی پرچم 'انسانی حقوق اور

قادیانیت

۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کو روزنامہ "پاکستان" لاہور میں ایک خبر شائع ہوئی جو کچھ یوں ہے:

"مسلم لیگ (ن) کے جلسہ میں پرچم نذر آتش کرنے پر امریکہ کا احتجاج۔"

تفصیل کچھ یوں ہے کہ "اسلام آباد (وقائع نگار) امریکی سفارت خانے نے مسلم لیگ (ن) کی طرف سے راولپنڈی میں ۱۶ دسمبر کے جلسہ میں امریکی پرچم نذر آتش کئے جانے پر احتجاج کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکی سفارت خانے کے شعبہ سیاسی امور نے مسلم لیگ کے کئی مرکزی رہنماؤں اور مسلم لیگ سیکرٹریٹ سے احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے نزدیک مسلم لیگ کوئی مذہبی انتہا پسند جماعت نہیں لیکن اس کے جلسہ میں مذہبی انتہاپسند جماعتوں کا طرز عمل اختیار کرنا ہمارے لئے اچنبھے کی بات ہے۔"

یہ خبر پڑھ کر اگرچہ ذہن میں یہ خیال تو آیا کہ اظہار رائے کی آزادی کی دعویدار قوم کی جانب سے اسی آزادی کا اپنے خلاف استعمال ہونے پر سیخ پا ہونا دوہرے معیار' تضاد اور منافقت کی علامت ہے مگر دل نے یہ گواہی بھی دی کہ انہیں ایسا کرنا بھی چاہئے تھا کہ باوقار اور باعزت اقوام کا رد عمل ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ پرچم کسی بھی قوم کا مقدس شعار سمجھا جاتا ہے اس کی تعظیم و حرمت کو وہ قوم جس طرح عزیز رکھتی ہے دوسری اقوام سے بھی وہ بجا طور پر اسی رویہ کی توقع کرتی ہے۔ اور ہر قوم کا یہ حق تسلیم بھی کیا جانا چاہئے۔ مگر اسے کیا کہا جائے کہ مسلمانوں کو جرم ضعیفی کی سزا کچھ اس انداز سے دی جاتی ہے کہ ان کی طرف سے کسی ایسے حق کے احترام کا مطالبہ بھی بنیاد پرستی' دقیانوسیت' ملائیت اور رجعت پسندی کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اور تو اور ہمیں تو ہماری جان سے عزیز تر ہستی نبی مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو سزا کا بلکہ ان کے خلاف احتجاج کا حق بھی نہیں دیا جاتا بلکہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے بدکرداروں کو اس "کارنامے" پر اعزازات سے نواز کر مسلمانوں کے لئے یہ مزید نمک چھڑکنے کا مواد فراہم کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مذہب جس کے اندر سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے لکھاریوں کو جذب کرنے کی استطاعت نہیں وہ مذہب عالم انسانیت کے لئے فلاح اور امن کا پیامبر کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر اس کے جواب میں ہم یہ کہیں کہ وہ قوم جو اپنے پرچم کی معمولی توہین بھی برداشت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی وہ روشن خیال' روادار' وسیع الظرف اور حقوق انسانی کی پاسدار کیسے ہو سکتی ہے؟ تو یقیناً" یہ جواب انہیں گوارا نہ ہوگا!

اور پھر یہ کہ جس شخص یا اشخاص نے پرچم جلایا تو کیا اظہار کی مطلق آزادی کے انسانی حق کی رو سے اپنے جذبات کے اظہار کے اس مخصوص طریقے کو استعمال کرنے کا حق انہیں حاصل نہ تھا؟ اگر کہا جائے کہ نہیں تو یہی تو ہم کہتے ہیں کہ اظہار رائے کی آزادی یا کسی بھی انسانی حق کی آزادی غیر مشروط نہیں بلکہ حالات' اقوام' مزاج' مذاہب اور روایات کے ساتھ مشروط ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہی انسانی حق ایک جگہ مستحسن سمجھا جائے تو دوسری جگہ دوسری قوم کی تہذیبی روایت اس کو ناپسندیدہ قرار دیتی ہو۔ مثلاً" شادی کے موقع پر دلہن کا ہاتھ پکڑنا اگر یورپ میں پسندیدہ عمل ہے تو یہی عمل افریقہ و ایشیا کے بعض علاقوں میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔

پچھلے دنوں مصر سے یہ خبر آئی کہ وہاں رخصتی کے وقت دولہا نے دلہن کا ہاتھ پکڑ لیا تو دلہن کے بھائی کو اس "غیر مہذب" حرکت پر اس قدر اشتعال آیا کہ اس نے گولی چلادی جس سے ایک آدمی قتل ہو گیا۔ اسی لئے انسانی حقوق کا تعین کرتے وقت اقوام اور ان کی تہذیب' اخلاق' جغرافیائی اور مذہبی روایات کو مدنظر رکھنا لازمی ہے۔ کوئی بھی حق ہر جگہ ہر علاقے اور ہر قوم میں یکساں طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ بعینہ مسلمان قوم کی یہ مذہبی' تہذیبی اور تاریخی روایت ہے کہ وہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے خلاف کوئی بھی بات سننا برداشت نہیں کرتے تو ان کا بھی یہ حق تسلیم کیا جانا چاہئے۔ مگر یہاں تسلیم کرنا تو دور کی بات ہے گستاخوں کو ہیرو بنا کر پیش کرنا معمول بن گیا ہے۔ ان کو جانی و مالی پناہ فراہم کرنا ان پر نوازشات کی بارش کرنا اور انہیں اعزازات سے نوازنا عین انسانی حق قرار دے دیا گیا ہے۔ اگر ہم امریکہ کے چوروں ڈاکوؤں اور قاتلوں کو تو چھوڑیئے صرف پرچم جلانے کے معمولی جرم کے حامل افراد کو بھی ہیرو بنا کے پیش کریں اور امریکہ کے اس احتجاج پر اسے تنگ نظری' رجعت پسندی' تعصب اور عدم رواداری کے طعنے دینے لگیں تو کیا امریکہ بہادر کی طبع نازک پر یہ گراں نہ گزرے گا؟

جس طرح امریکہ کا پرچم امریکہ کا بھی ہے کوئی اور اسے اگر اپنے نام سے استعمال کرے تو یقیناً" یہ بھی امریکہ کے لئے ناقابل برداشت ہو گا اور پرچم جلانے کی طرح اسے بھی امریکہ توہین ہی کے زمرے میں خیال کرے گا اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کی مقدس اصطلاحات مثلاً" صحابہ' اہل بیت' امہات المومنین' سیدۃ النساء بھی صرف مسلمانوں ہی کی ہیں۔ مگر جب قادیانی حضرات مرزا غلام احمد کے ساتھیوں کو صحابہ' اس کے خاندان کو اہل بیت اس کی بیویوں کو امہات المومنین اور اس کی بیٹی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں تو اسی طرح مسلمانوں کے قلوب زخمی اور جذبات مجروح ہوتے ہیں اور جب مسلمان اس پر احتجاج کرتے ہیں تو قادیانیوں کے ساتھ ساتھ امریکہ بھی انسانی حقوق اور رواداری کے نام پر مسلمانوں کے لب پر تالے ڈالنے کے لئے کوشاں ہو جاتا ہے۔ اگر آپ قومی شعار یعنی پرچم کی بے حرمتی پر احتجاج کا حق آپ کو حاصل ہے تو یقیناً" اس سے کئی گنا زیادہ حق مسلمان اپنے مذہبی اور دینی شعائر کی بے حرمتی پر رکھتے ہیں لیکن یہ بات تو اسی کی سمجھ میں آ سکتی ہے جو دوسروں کے لئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہو مگر اس سنہری اصول کا سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا وحی الٰہی کی روشنی کے بغیر مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ قادیانی و امریکہ دونوں اس مقدس و مبارک روشنی اور راہنمائی سے تاحال محروم ہیں۔ قادیانیوں نے تو تاریکی کا نام روشنی رکھ لیا اور امریکیوں نے حاصل شدہ روشنی کو ویسے ہی گم کر ڈالا۔ ایسے میں انہیں جس روشنی کی ضرورت تھی وہ آج صرف امت مسلمہ کے پاس اپنی اجلی' نکھری' خالص اور آخری شکل میں مکمل طور پر محفوظ ہے اور قرب قیامت تک محفوظ رہے گی۔ مگر اس طرف چلنے کی سکت ان میں ہے نہیں کہ دل و دماغ تو تعصب نے مفلوج کر رکھے ہیں اور پاؤں جھوٹی انانے جکڑے ہوئے ہیں۔

مشرق و مغرب میں ہے کوئی ایسا بطل جری جو انہیں آزاد کرائے؟

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

ایک مرتبہ شاہ جیؒ علی گڑھ کے کسی جلسے میں تقریر کرنے تشریف لے گئے کالج کے طلبہ نے تقریر سننے سے انکار کر دیا۔ ایسا ہنگامہ بپا کیا کہ تقریر کرنا محال ہو گیا۔ شاہ جی نے دیکھا کہ بچے برافروختہ ہیں کوئی اور نصیحت کارگر نہیں ہوتی تو فرمایا۔

"اچھا بیٹا قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھ دیتا ہوں اور جلسہ تمہارے احترام میں ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔"

طلبہ خاموش بیٹھ گئے۔ شاہ جی نے نہایت دلسوزی سے مسحور کن آواز میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ چشم و گوش اور در و دیوار جھوم گئے۔ تلاوت ختم ہوئی تو فرمایا!

بیٹا! کیا خیال ہے اس کا ترجمہ بھی کردوں۔ آواز آئی ضرور ترجمہ بھی کر دیجئے۔ اب ترجمہ شروع ہوا' پھر ترجمہ کی تفسیر و تشریح کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ شاہ جی نے تقریر ختم کی طلبہ نے شور مچایا

شاہ جی! خدا کے لئے کچھ اور بیان کیجئے۔ شاہ جی نے فرمایا۔

"بیٹا! پھر کبھی آؤں گا تو تقریر سناؤں گا۔"

(چٹان سالنامہ ص ۴۷)

قادیانی عقائد کا انسائیکلو پیڈیا

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن کی خصوصیات

دیباچہ

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

عزت مآب عالی جناب محترم پروفیسر محمد الیاس برنی' سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کی شہرۂ آفاق کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" کو حق تعالیٰ شانہ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ رد قادیانیت پر یہ انسائیکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ رد قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والا ہر خوش بخت و خوش نصیب شخص اس سے استفادہ کرنے کا محتاج ہے۔

اس کتاب کو طبع ہوئے تقریباً پون صدی بیت گئی لیکن اس کی اہمیت و افادیت پہلے سے زیادہ درخشاں ہے۔ رد قادیانیت پر آج تک جتنا لٹریچر شائع ہوا' سب سے زیادہ اسے قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ فاضل مصنف ہر نئے ایڈیشن میں اضافے کرتے گئے۔ تاآنکہ یہ جامع و قابل قدر دستاویز بن گئی۔

آج تک اس کے جتنے ایڈیشن شائع ہوئے' سب لیتھو پر تھے۔ لیتھو کتابت ہر دفعہ نئی کرانی پڑتی ہے۔ اس لیے غلطیاں در غلطیاں ہوتی گئیں۔ مصنف حیدر آباد دکن کے تھے۔ کتاب لاہور میں چھپتی رہی۔ تصحیح کرنے والے حضرات کو رد قادیانیت پر عبور حاصل نہ تھا۔ اس لیے بعض غلطیاں اتنی سنگین ہو گئیں' جو کتاب کی ثقاہت کے منافی اور اس کے حسین چہرہ پر داغ محسوس ہوتی تھیں ورنہ رب کریم کا مصنف پر یہ عظیم کرم و احسان ہے کہ آج تک قادیانی اس کے کسی حوالہ کو چیلنج نہ کر سکے تھے۔ قادیانی کتب کے ایڈیشن بدلتے رہے۔ صفحات میں فرق آتا رہا۔ آج سے پون صدی قبل کے حوالہ جات آج کی قادیانی کتب کے ایڈیشنوں میں تلاش کرنے خاصے توجہ طلب مسئلہ تھے۔ کتابت نے ترقی کی۔ لیتھو سے ویزاٹنگ سے آفسٹ اور پھر آج کمپیوٹر ان سب کی جگہ پر براجمان ہو گیا۔ سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے ضرورت محسوس کی کہ اس کا جماعت کی طرف سے ایڈیشن شائع ہونا چاہیے جو آج کی ان تمام ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ جدید حوالہ جات لگا دیے جائیں تاکہ حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنی زیر نگرانی مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کراچوی کو اس کام پر مقرر کیا مگر اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ کراچی میں مرزا قادیانی کی تو تمام کتابیں موجود تھیں۔ دیگر قادیانی کتب و قادیانی اخبارات و رسائل تمام کے تمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر دفتر ملتان کے کتب خانہ میں تھے۔ اس لیے آپ کا ایماء و حکم پا کر فقیر نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔

۱۹۹۳ء میں ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے موقعہ پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور جمعیۃ علمائے ہند کے سربراہ حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم' حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری' استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند ناظم اعلیٰ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں وہ حضرات اس کتاب کو شائع کرنا چاہتے ہیں۔ جدید حوالہ جات کی تخریج و تحقیق کے لیے انہوں نے بھی حکم فرمایا۔ چنانچہ واپسی پر فقیر کو تبلیغی اسفار سے جتنا وقت ملتا رہا' اس پر کام کرتا رہا لیکن اسے جتنا جلدی ہونا چاہیے تھا' مصروفیت کے باعث اس میں اتنی تاخیر ہوتی گئی۔ بالآخر مجبور ہو کر فقیر نے عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری دامت برکاتہم سے استدعا کر کے اپنے لیے دو معاون طلب کیے۔ پہلے مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ اوکاڑہ و مولانا عبدالستار قاسمی احمد پور شرقیہ نے معاونت فرمائی اور پھر مناظر ختم نبوت حضرت مولانا خدابخش شجاعبادی حضرت مولانا بشیر احمد' مرکزی ناظم نشر و اشاعت و حضرت مولانا عبدالعزیز مبلغ خانیوال نے بھرپور ساتھ دیا۔ یوں تقریباً دو سال کے بعد آج اس کتاب کی تخریج و تحقیق کے کام سے سبکدوش ہوئے ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ جوں جوں کتاب کو پڑھنے کا موقعہ ملا' مصنف مرحوم کی دیانت و ثقاہت پر اتنا ہی ہمارے اعتماد میں اضافہ ہوتا گیا۔ قادیانی کتب و جرائد کا کوئی ایک بھی حوالہ ایسا نہیں' جو اصل ماخذ کے دستیاب ہونے پر اس میں نہ ملا ہو۔

اس کی تخریج و تحقیق میں مندرجہ ذیل اہتمام کیا گیا۔

۱۔ قدیم قادیانی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ جدید ایڈیشن کے حوالہ جات

دیے اور بالخصوص اس بات کا التزام کیا گیا کہ مرزا قادیانی کی کتب کے مجموعہ "روحانی خزائن" مطبوعہ ربوہ و لندن کے حوالہ جات بمع قید صفحہ و جلد لگا دیے گئے۔

۲- قادیانی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات پر پہلے صرف جلد' شمارہ اور تاریخ درج تھی۔ اب اس پر صفحات بھی لگا دیے ہیں تاکہ حوالہ کی تلاش کے لیے پورے شمارہ کو پڑھنے کی بجائے متعلقہ صفحہ دیکھ لیا جائے۔

۳- جہاں کہیں کتابت کی غلطیاں تھیں' حتی المقدور ان کی تصحیح کر دی گئی۔

۴- سیرت المہدی کے حوالہ جات میں صفحہ نمبر کے ساتھ روایت نمبر درج کر دی گئی۔

۵- جہاں کہیں غلطی کتابت کے باعث عبارت میں معمولی تغیر یا چھوٹ آ گئی تھی' اسے درست کر دیا گیا ہے۔

۶- فاضل مصنف کئی بار بعض ناگزیر وجوہات کی بنیاد پر نئے عنوان سے ایک حوالہ کو مکرر لاتے تھے۔ چند ایک مقامات (پانچ یا چھ) پر عدم ضرورت کے باعث ان کو حذف کر دیا گیا۔ (باقی تمام کو علی حالہ باقی رکھا گیا تاکہ مصنف کی محنت ضائع نہ ہو)

۷- فاضل مصنف نے عنوان کے ساتھ نمبرنگ کر دی ہے اور فہرست میں صرف نمبرنگ کا حوالہ دیا ہے۔ ہم نے فہرست میں عنوانات کی نمبرنگ کو بھی علی حالہ باقی رکھا لیکن اس کے آگے صفحات کے نمبر بھی لگا دیے۔

۸- فاضل مصنف نے ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست جو ضمیمہ سے پہلے لگائی تھی' ہم نے ان تمام ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست کو بھی اصل فہرست کے ساتھ شامل کر دیا ہے تاکہ فہرست پڑھنے والے شخص کے سامنے پوری کتاب بمعہ ضمیمہ جات کے عنوانات آ جائیں۔

۹- مرزا قادیانی کے اشتہارات کا مجموعہ پہلے تبلیغ رسالت کے نام سے دس حصوں میں شائع ہوا تھا۔ فاضل مصنف نے ان کے صفحات کے نمبر دیے ہیں۔ اب ربوہ سے تبلیغ رسالت کے دس حصے "مجموعہ اشتہارات" کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ ہم نے تبلیغ رسالت کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ مجموعہ اشتہارات کے صفحات بھی دے دیے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے اقوال' جسے قادیانی ملفوظات یا کلمات طیبات کہتے ہیں' مصنف نے وہ مختلف رسائل و جرائد کے حوالہ جات سے نقل کیے تھے۔ اب خود قادیانیوں نے ملفوظات کا دس حصوں پر مشتمل مجموعہ شائع کر دیا ہے۔ ہم نے مصنف کے اصل ماخذ کے ساتھ ملفوظات کے بھی حوالہ جات لگا دیے ہیں۔

یہ اور اس جیسی دیگر محنت و کاوش کے بعد اللہ رب العزت کے حضور شکر گزار اور فاضل مصنف کے حضور سرخرو ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس عظیم و ضخیم کتاب کی تخریج و تحقیق کی ذمہ داری سے سرفراز فرمایا۔ ہمارے خیال میں اب ہر لحاظ سے یہ جدید ایڈیشن کامل و مکمل ہے۔ آج ہی اس بار عظیم سے عہدہ برآ ہوئے اور آج ہی اسے اپنے مکرم بھائی محمد متین خالد صاحب کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لیے بھجوا رہے ہیں۔ خدا کرے کہ اب کمپیوٹر کمپوزنگ' تصحیح' طباعت و جلد بندی کے تمام مراحل جلد سے جلد مکمل ہوں تاکہ اسے حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کی خدمت میں بھیج سکیں۔ **الوض امری الی اللہ** یا اللہ! ہم سب کو اپنی رضا کی توفیق نصیب فرما۔ آمین بحرمۃ النبی الامی الکریم۔

فقیر اللہ وسایا (و رفقائے کار)

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان' پاکستان

۲۳-۱۰-۱۴۱۵ھ ' ۲۵-۳-۱۹۹۵ء

محترم ڈاکٹر محمد صدیق شاہ بخاری صاحب' رفیق محترم جناب رانا محمد طفیل صاحب جاوید و جناب جمال عبدالناصر صاحب نے پروف ریڈنگ کے لیے بھرپور معاونت فرمائی۔ حق تعالیٰ ان حضرات کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین۔

بقیہ واقعہ ذبیح پر بائبل کے تضادات

تھے اور اس کا سفر کرنا اور قیام کرنا (حج) باعث فضیلت گردانتے تھے۔ اسی سفر و قیام کو مسلمان حج کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور یہ عظیم عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں کی جاتی ہے۔ آئیے ذیل میں درج کردہ رب کائنات کے اس کلام کو پڑھنے کی سعادت حاصل کریں جو شاید ہمارے قلوب کی کدورتیں دور کرنے کا باعث بن جائے۔

"ابتدا میں تمام لوگوں کا ایک ہی دین و مسلک تھا۔ لیکن جب وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے تو اللہ نے ان کی طرف بشارت سنانے والے اور برے اعمالوں کے نتائج سے آگاہ کرنے والے پیغمبر مبعوث فرمائے۔ اور ان پر حقائق سے آگاہ کرنے والی کتب نازل کیں تاکہ جن امور میں انہیں اختلاف ہو۔ وہ ان کے مطابق صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں اور اختلافات کو رفع کر سکیں۔ اور یہ اختلاف بھی ان لوگوں نے پیدا کیے جن کے پاس کتب موجود تھیں اور ان میں کھلے ہوئے احکام بھی موجود تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اختلاف انہوں نے صرف آپس کی ضد سے کیا۔ تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ اللہ نے اپنی مہربانی سے اسے مومنوں پر حق کے ساتھ آشکار کر دیا۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم دکھاتا ہے۔" (سورۂ بقرہ : ۲۱۳)

پاکیزگی عصمت وعفت کا پاسباں
احسان وعدل وجود کا دریائے بیکراں

حقوقِ انسانی ـــــ شیخ عمر عبدالرحمٰن کا مکتوب

۵۷ سالہ شیخ عبدالرحمان کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ جامعہ الازہر کے فارغ التحصیل ایک نابینا عالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان میں ایسی تاثیر رکھ دی ہے کہ ان کے الفاظ دلوں میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ وہ حافظ قرآن ہیں اور قرآن ہی ان کی زندگی ہے۔ جمال عبدالناصر کے عہد میں حوالہ زنداں ہوئے۔ انور سادات کے قتل کا الزام ان پر لگا لیکن جرم ثابت نہ کیا جاسکا۔ افغان جہاد کے دوران وہ نوجوانوں کو اس میں شرکت پر تیار کرتے رہے مصر میں نفاذ شریعت کا مطالبہ بھی ان کو عزیز رہا۔ حکومت نے ان کے راستے میں اس طرح دشواریاں کھڑی کیں کہ وہ امریکہ چلے گئے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔

یہاں ان پر بعض امریکی تنصیبات کو تخریب کاری کا الزام لگایا گیا۔ مصر کے صدر حسنی مبارک کے خلاف دہشت گردی کی منصوبہ سازی بھی ان کے سر تھوپی گئی اور چند ہی ماہ پہلے انہیں اور ان کے ۹ ساتھیوں کو طویل لیکن مختلف المیعاد قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ کم سے کم پچیس اور زیادہ سے زیادہ ستاون سال۔ شیخ نے اپنے اوپر عائد کئے جانے والے الزامات کی سختی سے تردید کی اور واضح طور کہا کہ بم بنانا اور نصب کرنا میرے لئے ممکن ہی نہیں اور نہ ہی کوئی مسلمان مبلغ اس طرح کی حرکت کر سکتا ہے۔

استغاثہ نے شک کی تقریروں کے بعض ٹکڑوں کو اس طرح کاٹ کاٹ کر جوڑا اور انہیں نیا سیاق و سباق یوں دیا کہ انہیں اپنی مرضی کے معانی دینا ممکن ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مصری جاسوس نے ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر ان کی تقریروں اور گفتگوؤں کے ریکارڈ تیار کئے۔ اسے دس لاکھ ڈالر معاوضہ کے طور پر ادا کئے گئے۔ اسلامی عالم الکلام اور اصطلاحات سے واقف لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ جہاد اور جدوجہد کو تشدد پر اکسانے کا نام کس آسانی سے دیا جاسکتا ہے۔

جناب شیخ اس وقت سپرنگ فیلڈ جیل میں ہیں' انہوں نے وہاں سے ایک خط دنیا بھر کے مسلمانوں کے نام لکھا ہے جس کا متن اسلامی تحریک کے ممتاز مجلے "کریسنٹ انٹرنیشنل" میں چھپا ہے۔ پاکستان میں صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی کے ہفت روزہ "تسخیر" نے اس کا ترجمہ شائع کیا ہے۔۔ یہ خط لرزا دینے والا ہے۔ اگر اس کی نسبت شیخ کی طرف درست ہے تو پھر انسانی حقوق کے علمبرداروں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ اگر یہ خط جعلی ہے تو پھر امریکی سفارت خانے کو صورت حال کی وضاحت کرنی چاہئے۔ خط ملاحظہ ہو۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے" سردار انبیاء حضرت محمد ﷺ پر' ان کی آل اور ان کے وفادار ساتھیوں پر روز قیامت تک نزول رحمت ہو۔ اس جیل کے حالات جہاں میں مقید ہوں بد ترین اور انتہائی ناگفتہ بہ ہیں۔ اس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل حقائق سے کر سکتے ہیں۔

۱۔ امریکی حکام مذہبی آزادی اور عبادت کرنے کی آزادی کے جو دعوے کرتے ہیں' وہ سب ایک فریب اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں اس جیل میں آنے کے بعد سے لیکر آج تک نہ تو مجھے نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور نہ ہی باجماعت نماز ادا کرنے کی۔

۲۔ جیل میں مجھ سے انتہائی متعصبانہ اور ناروا امتیاز برتا جاتا ہے۔ جب دوسرے قیدی محافظوں کو بلاتے ہیں تو محافظ فوراً ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ میں گھنٹوں اپنی کوٹھڑی کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہوں لیکن مجھے کوئی جواب تک نہیں ملتا اور میری ضروریات پر بھی دھیان نہیں دیا جاتا۔

۳۔ بال اور ناخن ترشوائے بغیر مہینوں گذر جاتے ہیں اور اپنا زیر جامہ تک مجھے اپنے ہاتھوں سے دھونا پڑتا ہے۔

۴۔ مجھے قید تنہائی میں رکھا گیا ہے (یاد رہے کہ شیخ عمر عبدالرحمان نابینا ہیں ذیابیطس کے مریض ہیں اور بڑھاپے میں قدم رکھ چکے ہیں) اس حالت میں کوئی بھی میرا ساتھی اور مددگار نہیں جو اور کچھ نہیں تو کم از کم میرا سامان وغیرہ درست کرنے میں میری مدد کردے۔ دن اور رات کے کسی بھی لمحے

میرے ساتھ گفتگو کرنے والا کوئی نہیں ہے مجھے کسی دوسرے قیدی کے ساتھ علیک سلیک کرنے کی اجازت نہیں۔ میری کوٹھڑی کے نزدیک کسی دوسرے مسلم' غیر مسلم یا کسی ایسے شخص کی کوٹھڑی بھی نہیں ہے جو عربی بول سکتا ہو۔ میرے دن خاموش ہیں میری راتیں خاموش ہیں۔ یہ کس قدر اذیت ناک تنہائی اور کتنا بڑا ظلم ہے۔ ایسا کر کے وہ مجھے ذہنی اور جسمانی مریض بنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ مجھ سے مسلمان ہونے کا بدلہ لے سکیں۔ کیا یہ وہی انسانی حقوق ہیں جن کے شور سے ہوائی لہریں اور ذرائع ابلاغ بھرے پڑے ہیں۔ انسانی حقوق کی دہائی دینے والے ہمیں صرف اس لئے مشق ستم بناتے ہیں کہ ہماری آواز کمزور ہے اور ہم بات کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

کیا آپ نے برہنہ تلاشی اور پوشیدہ اعضاء کی پردہ دری کے بارے میں بھی سنا ہے۔ لوگ آئیں اور اوپر سے نیچے تک کپڑے اتار کر انسان کو اس حالت میں لے آئیں جس میں وہ پیدا ہوا تھا؟ خدا کی قسم جب بھی کوئی دوست یا عزیز (حالانکہ امریکہ میں میرا کوئی رشتے دار نہیں تمام عالم اسلام میرا خاندان ہے) مجھ سے ملنے آتا ہے تو میرے ساتھ یہ نازیبا سلوک کیا جاتا ہے۔ ایک ملاقات کے بدلے میں مجھے دو مرتبہ برہنہ کیا جاتا ہے۔ جیل کے حکام مجھے کہتے ہیں کہ میں اپنے تمام کپڑے اتار دوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اتنی بات پر مطمئن ہو جائیں گے لیکن جیل کا چیف گارڈ کرانگ "ڈے" نامی ایک اور شخص اور جیل کے دوسرے بہت سے محافظ مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں رانیں کھول کر آگے کی طرف جھک جاؤں اور پھر وہ جانوروں کی طرح شرمندگی اور ندامت کی وجہ سے مزید کچھ کہنا مجھے زیب نہیں دیتا۔ میں اپنے ذہن کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے پوری مسلم امت سے یہ ضرور کہوں گا کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کریں۔ وہ میرے پوشیدہ اعضاء کی اچھی طرح تلاشی لیتے ہیں۔ میرے ارد گرد کھڑے ہو کر قہقہے لگاتے ہیں۔ جب میں مادر زاد برہنہ حالت میں جھکا ہوا ہوتا ہوں تو محافظ میرے ارد گرد گھومتے ہوئے میرے پوشیدہ اعضاء کے اندر جھانکتے ہیں اور جو شخص میرا اس طرح معائنہ کرتے ہوئے زیادہ وقت لیتا ہے اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ اس نے اپنا فرض نہایت تندہی سے انجام دیا ہے۔ وہ میرے ساتھ ایسا انسانیت سوز اور ذلت آمیز سلوک اس لئے کرتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں اور اس طرح کے سلوک کو میرے خدا نے منع فرمایا ہے۔

وہ ایسا کیوں نہیں کریں گے؟ انہیں تو ان کا شکار ہاتھ لگ گیا ہے' انہوں نے اپنی منزل مراد پالی ہے۔ وہ میرے جسم کے پوشیدہ اعضاء میں کیا تلاش کرتے ہیں؟ کیا وہ میرے اعضاء میں ان ہتھیاروں' دھماکہ خیز مواد اور منشیات کو تلاش کرتے ہیں جو میں اپنی کال کوٹھڑی سے اپنے احباب تک پہنچاتا ہوں یا اپنے ملاقاتیوں سے لے کر اپنی کوٹھڑی میں لے جاتا ہوں۔ وہ ہر ملاقات کے بعد دو مرتبہ مجھ سے ناروا سلوک کرتے ہیں۔ اس مشکل گھڑی میں شرمندگی اور ندامت سے میرا وجود پانی پانی ہو جاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ لوگ میری تذلیل کریں زمین پھٹ جائے اور میرا وجود نگل لے۔ کیا یہ بات ان لوگوں کے لئے خوش کن ہو سکتی ہے جو اپنے دین اور اس کی عظمت کے محافظ ہیں؟

اے اخوت کے علمبردار بہادر لوگو! اے اپنے دین کی حفاظت اور احکام خدا کی تعمیل کرنے والو' اے دین کی عظمت و وقار کے لئے قربانی دینے والو اے اللہ کے بندو اب تو گہری نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ اپنی گرجتی ہوئی آواز کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اے اللہ کے بندو باہر نکلو تاکہ تمہاری آواز حق دنیا کے گوشے گوشے میں سنائی دے۔ اے بندگان خدا ایک ہو کر سچائی کی آواز بلند کرو برائی کا قلع قمع کر ڈالو۔ اس سے پہلے کہ کافرانہ جارحیت کی آگ تمہیں لپیٹ میں لے لے' آگ بجھا ڈالو۔

کیا جیلیں علماء کے لئے ہوتی ہیں یا مجرموں کے لئے؟ اہل کفر نے مسلمان امت کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرو اور اہل کفر پر یہ ثابت کر دو کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے۔

اس قوم کو خواب غفلت سے کون بیدار کرے گا جو ہواوں میں قلعے تعمیر کرتی ہے جس کا احساس مردہ ہو گیا ہے جو استعماری سازشوں کے خلاف کسی قسم کا رد عمل ظاہر نہیں کرتی۔ اگر اس قوم کے علماء کو بھیڑ بکریوں کی طرح جیلوں میں ٹھونس دیا گیا تو یہ قوم وقت کے غبار میں گم ہو جائے گی۔ کیا اس قوم میں خوف خدا رکھنے والے بہادر ختم ہو گئے ہیں؟ کیا اس کے پاس وہ مضبوط آواز نہیں جس کی دہشت سے برائی کا وجود ریزہ ریزہ ہو جائے؟ اے بندگان خدا مادی نقصانات کے خوف سے دامن چھڑا کر جسد واحد بن جاؤ۔

انعامی مقابلہ مضمون و نظم نویسی

ترقی پسند روشن خیال اور لبرل مسلمان؟

آج کل کچھ لوگ اپنے آپ کو "ترقی پسند' روشن خیال اور لبرل مسلمان" کے طور پر متعارف کرا رہے ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عریانی' فحاشی' بے حیائی اور بدکاری کے دلدادہ' جواء اور شراب و شباب کے رسیا' اللہ کے باغی اور گمراہ لوگ ہی اپنے آپ کو ترقی پسند' روشن خیال اور لبرل مسلمان کا لقب دے رہے ہیں۔

تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان یہ جاننے کے لئے مضمون نویسی اور شاعری کا انعامی مقابلہ منعقد کرا رہی ہے کہ پاکستانی عوام' علماء اور دانشور "ترقی پسند' روشن خیال اور لبرل مسلمان" کن صفات کے حامل افراد کو سمجھتے ہیں؟ پاکستانی عوام' علمائے کرام اور دانشوروں سے گزارش ہے کہ وہ "ترقی پسند' روشن خیال اور لبرل مسلمانوں" کے اخلاق و کردار' مشاغل' عزائم و نظریات اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں ممکنہ عذاب کی عکاسی کرنے والے مضامین اور نظمیں بھیج کر اس مقابلے میں شرکت کریں۔

انعامات کی تفصیل

1۔ پہلے بہترین مضمون پر 5 ہزار روپے نقد اور تعریفی سند۔

2۔ دوسرے بہترین مضمون پر 3 ہزار روپے نقد اور تعریفی سند۔

3۔ تیسرے بہترین مضمون پر دو ہزار روپے نقد اور تعریفی سند۔

4۔ اول' دوم' سوم آنے والی نظموں پر بالترتیب دو ہزار' ڈیڑھ ہزار اور ایک ہزار روپے کے نقد انعام کے ساتھ تعریفی سند دی جائے گی۔ اس کے علاوہ ہر اچھے مضمون / نظم پر کتابوں کی صورت میں خصوصی انعام اور تعریفی سند دی جائے گی۔

☆ مضمون / نظم بھیجنے کی آخری تاریخ 30 جون ہے

☆ انعامی مقابلے کے نتائج کا اعلان 25 جولائی کو کر دیا جائے گا۔

☆ انعامات کے فیصلہ کے سلسلے میں تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان کی مقرر کردہ کمیٹی کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان۔ مسلم آباد نزد فتح گڑھ نہر پل۔ مغل پورہ۔ پوسٹ بکس نمبر 6216 لاہور

MOVEMENT FOR REFORMING SOCIETY PAKISTAN P.O. BOX 6216 LAHORE

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری

مرزا غلام احمد قادیانی کی کہانی
تاریخی حقائق کی زبانی

خاندان کی تعیین کا گورکھ دھندا

فصل ۱۔ تبدیلی خاندان کی بوالعجبیاں

یہ بھی ایک دلچسپ معمہ ہے کہ جناب غلام احمد صاحب کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ عالم شباب میں جبکہ انہوں نے اپنے تئیں بحیثیت مبلغ اسلام لوگوں سے روشناس کرایا' وہ اپنے نام سے پہلے مرزا لکھا کرتے تھے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آٹھ دس سال کے بعد جب ۱۸۹۸ء میں "کتاب البریہ" شائع کی تو اس کے صفحہ ۱۳۴ پر بھی اپنی قوم مغل (برلاس) بتائی اور لکھا کہ میرے بزرگ سمرقند سے پنجاب میں وارد ہوئے تھے۔

خاندان تبدیل کرنے کے لیے کیا کیا رنگ بدلے؟

لیکن بوالعجبی دیکھو کہ اسی "کتاب البریہ" کے صفحہ ۱۳۵ کے حاشیہ پر یہ بھی لکھ دیا کہ میرے الہامات کے رو سے ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔ اس کے بعد غلام احمد صاحب ۱۹۰۰ء تک اسی خیال پر جمے رہے کہ وہ فارسی الاصل ہیں کیونکہ وہ اپنے الہام کے مقابلہ میں خاندانی روایات کو بالکل بے حقیقت اور جھوٹ کا پلندہ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے رسالہ اربعین (نمبر ۲' صفحہ ۱۷) میں فرمایا کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے اور کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ لیکن اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ اس کے ایک سال بعد مسیح صاحب نے ایک اور رنگ بدلا۔ یعنی ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء کو ایک رسالہ بنام "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کیا۔ اس کے صفحہ ۱۶ پر لکھا کہ "میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی"۔ یعنی مرزا صاحب حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل سے بھی تھے اور ان کے بھائی جناب اسمٰعیل ذبیح علیہ السلام کی اولاد سے بھی"۔ بہرحال اب مسیح صاحب مغل بھی تھے اور فارسی بھی' اسرائیلی بھی تھے اور فاطمی بھی۔ لیکن اس سے اگلے سال ان پر ایک اور واہمہ آ سوار ہوا جس نے کتاب "تحفہ گولڑویہ" کے صفحہ ۳۰ پر ان سے یہ لکھوا دیا کہ میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے تھے"۔ اب اس انکشاف کے بعد "مسیح موعود" صاحب کی ذات گرامی پانچ قومیتوں میں تقسیم ہوگئی۔ اس "تحقیق جدید" کے قریباً چھ سال بعد یعنی ۱۹۰۸ء میں جبکہ مسیح صاحب بار نبوت سے سبکدوش ہوئے ہیں' انہوں نے اپنی کتاب "چشمہ معرفت" (صفحہ ۳۱۴) میں پھر اپنا چینی الاصل ہونا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ لکھا کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے ایک پیش گوئی کی تھی جو میرے پر پوری ہوگئی اور وہ یہ کہ خاتم الخلفاء جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے چینی الاصل ہوگا۔

ترک' ایرانی' یہودی' فاطمی اور چینی ہونے کے دعاوی

غرض ان بیانات کے بموجب جناب غلام احمد صاحب مغل' ایرانی' یہودی' سید اور چینی سب کچھ تھے۔ بیانات کی اس کثرت و تنوع سے لوگ حیران و پریشان ہیں کہ ان میں سے کس بیان کو سچا سمجھیں اور کس کو جھوٹا اور غلط قرار دیں لیکن پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس ذخیرۂ خرافات میں سے صحیح اور سچا بیان وہی ہو سکتا ہے جو خاندانی روایات کے مطابق ہو۔ چنانچہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح نے اپنی تفسیر کے پارۂ اول (صفحہ ۳۰) میں لکھا ہے کہ کسی خاص قوم کے کسی خاص انسان کی اولاد ہونے کا ایک ہی ثبوت ہوتا ہے اور وہ اس قوم کی روایات ہیں۔ (الفضل قادیان' ۲۵ر ستمبر ۱۹۴۳ء) اور قوم کی روایات یہ ہیں کہ رئیس قادیان مغل تھے جیسا کہ انہوں نے بکرّات و مرات لکھا ہے۔

۲۔ دوسرے خاندانوں میں داخل ہونے کے اسباب

اب سوال یہ ہے کہ مغل صاحب نے دوسری قوموں سے رشتہ جوڑنے اور پرائے خاندانوں میں داخل ہونے کی کیوں کوشش فرمائی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے بلاضرورت ایرانی اور فاطمی اور چینی اور یہودی نہیں بننا چاہا بلکہ محض اپنے مشن کو کامیاب بنانے کی خاطر دروغ مصلحت آمیز پر عمل کیا۔

فارسی بننے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ قادیان کے رئیس صاحب کن کن محرکات کی بنا پر دوسری قوموں میں داخل ہوتے رہے۔ سو معلوم ہو کہ فارسی بننے کی تحریک تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث نبویؐ نے کی تھی جس میں سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسیوں کی حق شناسی اور استعداد ایمانی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ جس وقت سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو ہم آستانہ نبوت میں حاضر تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی **واخرین منھم لما یلحقوا بھم** (ان موجودین کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی پیغمبر مبعوث فرمایا جو ہنوز ان میں شامل نہیں ہوئے) تو صحابہؓ عرض پیرا ہوئے' یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت سلمانؓ فارسی بھی وہیں موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک جناب سلمان پارسیؓ پر رکھ دیا اور فرمایا کہ اگر بالفرض ایمان ثریا کے پاس بھی چلا گیا ہوگا تو ان کے ہم وطنوں میں سے بعض افراد اس کو وہاں سے بھی لے آئیں گے۔ جب مرزا صاحب نے یہ حدیث دیکھی تو ان کے منہ سے خود غرضی کی رال ٹپک پڑی اور اس کا مصداق بننے کے لیے فارسی الاصل ہونے کی رٹ لگانی شروع کر دی۔ چنانچہ مرزائی گم کردگان راہ بڑے فخر سے اس حدیث کو اپنے مسیح کے مناقب میں پیش کیا کرتے ہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں بہائی لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرزا غلام احمد سے پہلے بہاء اللہ کے حق میں پوری ہو چکی ہے کیونکہ وہ خاص فارس کے رہنے والے تھے اور ان کے ماننے والے بھی فارسی نژاد تھے۔ غرض مرزائی اور بہائی اپنے اپنے مقتداء کو اس حدیث کا مصداق ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ حالانکہ مرزائی اور بہائی دونوں فریق حقیقت نفس الامر سے بے خبر ہیں۔ اس حدیث کے حقیقی مصداق حضرات تابعین' تبع تابعین اور دوسرے عجمی خیار امت ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (اشعۃ اللمعات' جلد ۴' ص ۳۸۸) میں لکھتے ہیں "اگر ثریا معلق در آسمان هم آویخته بودے گروہے از

مرداں از عجم چنانکہ سابقاً" معلوم شد کہ اکثر تابعین از عجم اندو ایشاں بلند شد پایہ علم دین"۔ اور شیخ ابن تیمیہ" اس پیشین گوئی کی شرح میں لکھتے ہیں:

وکان کما اخبر صلی اللہ علیہ وسلم فانہ حصل فی التابعین وتابعیھم وعلم جرا من ابناء فارس مثل الحسن البصری ومحمد بن سیرین و سعید بن جبیر و عکرمہ مولے ابن عباس و مجاھد واضعاف ھولاء من نالوا ذلک۔

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح۔ جلد ۲، ص ۲۳۹)

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح خبردی تھی' اسی طرح حرف بہ حرف ظہور میں آیا چنانچہ ابنائے فارس میں بڑے بڑے تابعین' تبع تابعین اور دوسرے حضرات اس سعادت سے مشرف ہوئے۔ مثلاً حسن بصری" محمد بن سیرین" سعید بن جبیر" حضرت ابن عباس" کے غلام عکرمہ" مجاہد" اور بے شمار دوسرے حضرات جو اس پیشین گوئی کے مصداق ٹھہرے۔

ظاہر ہے کہ بہاء اللہ اور مرزا غلام احمد تو بنائے دین کے منہدم کرنے والے تھے۔ وہ اس پیشین گوئی کا مصداق ہرگز نہیں ہوسکتے تھے۔

فارسی الاصل ہونے کا تخیل کہاں سے اڑایا؟

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فارسی الاصل ہونے کا دعویٰ "مسیح موعود" صاحب کا طبع زاد تھا یا کسی کی نقالی تھی؟ جن حضرات نے تاریخ فرشتہ' تاریخ بدایونی وغیرہ تواریخ ہند کا مطالعہ کیا ہے' ان سے یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ آج سے قریباً ساڑھے چار سو سال پیشتر اسی ہندوستان کی سرزمین میں سید محمد جونپوری بھی مرزا غلام احمد کی طرح کوس مہدویت بجا رہا تھا اور اس کو قادیانی صاحب سے کہیں بڑھ کر اپنے مشن میں کامیابی ہوئی تھی۔ سید محمد جونپوری کے پیرو جو مہدوی کہلاتے ہیں آج بھی قلمروئے حیدرآباد اور بعض دوسری اسلامی و غیر اسلامی ریاستوں میں سینکڑوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ جن دنوں مرزا غلام احمد صاحب اپنی آئندہ دکان آرائی کے منصوبے سوچ رہے تھے' ان ایام میں مملکت حیدرآباد میں مہدویوں نے بڑا اودھم مچا رکھا تھا۔ ان شر انگیزیوں سے متاثر ہو کر مولانا عبدالحی مرحوم لکھنوی کے شاگرد مولانا زمان خان مرحوم نے' جنہیں آگے چل کر ایک مہدوی ہی نے جام شہادت پلایا' مہدویہ کی تردید میں "ہدیہ مہدویہ" نامی ایک کتاب تالیف فرمائی۔ یہ کتاب مطبع نظامی کانپور نے ۱۲۹۳ھ میں یعنی مصنف علیہ الرحمتہ کے واقعہ شہادت کے ایک سال بعد طبع کی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے قصر مرزائیت کی عمارت زیادہ تر مہدویت ہی کے کھنڈروں پر اٹھائی تھی۔ مولانا زمان خان مرحوم نے مہدویہ کے جو جو اقوال و تخیلات بغرض تردید "ہدیہ مہدویہ" میں نقل کیے' رئیس قادیاں نے ان کو اپنا لیا۔ اور مہدویہ کے ان چبائے ہوئے نوالوں سے اپنے خوان الحاد کو زینت دے لی۔ منجملہ ان کے فارسی الاصل ہونے کا تخیل ہے۔ مہدویہ نے اپنے "مہدی موعود" سید محمد جونپوری کو ابنائے فارس کی پیشین گوئی کا مصداق ٹھہرایا تھا۔ مرزا صاحب نے "ہدیہ مہدویہ" میں ان کا یہ قول پڑھ کر اس جامہ کو اپنی قامت پر راست کر لینا چاہا' چنانچہ آنجناب بھی سید جونپوری کی طرح فارسی الاصل بن گئے۔ مولانا زمان خان شہید "ہدیہ مہدویہ" میں لکھتے ہیں "مہدویہ نے آیہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کو خاص اپنے فرقہ مہدویہ پر چسپاں کر لیا ہے' حالانکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر ثناء و صفت فرمانا' اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ آیتہ مذکورہ میں آخرین منھم سے بلا تخصیص عجمی مسلمان مراد ہیں۔ اسی بنا پر بیضاوی نے لکھا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صحابہ" کے بعد قیامت تک ہوں گے کیونکہ حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہے۔ (ہدیہ مہدویہ' مطبوعہ کانپور' ص ۴۳) مولانا زمان خان مرحوم نے اس مسئلہ پر خوب سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ جو صاحب اس بحث کو دیکھنا چاہیں وہ کتاب "ہدیہ مہدویہ" کے صفحات ۴۳۔ ۴۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

سادات کرام میں داخل ہونے کی علت

اور یہ جو حضرت "مسیح موعود" صاحب نے فاطمی ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کی علت یہ حدیث تھی:

عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ۔ (رواہ ابو داؤد)

ام المومنین حضرت ام سلمہ" سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری عترت یعنی (سیدۃ النساء حضرت) فاطمہ (زہراء رضی اللہ عنہا) کی اولاد ہوں گے۔

چونکہ مغل صاحب کو مہدی بننے کا اشتیاق تھا' اس لیے ضروری تھا کہ فاطمی بنتے لیکن اس کے بعد جب علمائے اسلام نے یہ کہہ کر لے دے شروع کی کہ حضرت مہدی علیہ السلام تو خاندان نبوت میں سے ہوں گے اور تم مغل ہو' تو علماء سے جان بچانے کے لیے یہ بھی لکھ دیا کہ میں وہ مہدی نہیں جو عترت رسول اور اولاد فاطمہ کا مصداق ہوگا۔ (براہین حصہ پنجم' صفحہ ۱۸۵) اس مرزائی بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ گویا ارشادات نبویہ میں متعدد مہدیوں کی بشارت دی گئی ہے' حالانکہ احادیث صحیحہ کی رو سے سچے مہدی صرف ایک محمد بن عبداللہ فاطمی علیہ السلام قرب قیامت کو ظاہر ہوں گے جو اسلامی عقیدہ کے بموجب اعلاء کلمتہ اللہ کے لیے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔ ان کو چھوڑ کر جس قدر دوسرے مہدی جن کے حالات میں کتاب "ائمہ تلبیس" میں شائع کرچکا ہوں' صفحہ ہستی پر نمودار ہوئے یا ہوں گے' وہ سب قادیانی قماش کے خانہ ساز مہدی ہیں جو اسلام سے منقطع ہو کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا رہے ہیں۔ حافظ حقیقی ان غارت گران قافلہ ایمانی کے فتنہ سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ اگر خانہ ساز مہدیوں اور خود ساختہ مسیحوں کے حالات معلوم کرنے کا اشتیاق ہو تو خاکسار راقم الحروف کی کتاب "ائمہ تلبیس" کا مطالعہ فرمایئے۔

چینی الاصل بننے کی ضرورت

اور چینی الاصل بننے کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ قادیانی صاحب نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی" کی کتاب "فصوص الحکم" میں یہ پیشین گوئی پڑھی تھی کہ دنیا کا آخری کامل انسان ایک لڑکا ہوگا جو چین میں پیدا ہوگا اور چینی زبان میں گفتگو کرے گا۔ گو قادیانی صاحب چین میں پیدا نہ ہوئے تھے اور مادری زبان بھی چینی نہ تھی بلکہ ان کی تین پشتوں میں سے کسی نے خواب میں بھی چین کی سرزمین نہ دیکھی ہوگی' لیکن چودھویں صدی کے مسیح کی مسیحیت اس ضرورت سے قطعاً" بے نیاز تھی کہ کوئی دلیل اس کے دعووں کی تصدیق کرے بلکہ اس کا زبان سے کہہ دینا اور قلم سے لکھ دینا ہی پیرووں کے لیے لاکھوں کروڑوں دلائل و براہین سے بڑھ کر تھا حالانکہ خدائے قدیر کی لسان وحی نے اسی نمونہ کے حق فراموش اور ضلالت کوش گم کردگان راہ سے مطالبہ کیا ہے قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین (اے رسول' ان لوگوں سے کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی دلیل پیش کرو)

حبیب اللہ شاہد

۲۷

ذبیح اللہ!

واقعہ ذبیح اور بائبل کے تضادات

بقول توریت جب حضرت سارہ، حضرت ہاجرہ اور ان کے بچے کو نکل جانے کا حکم دیتی ہیں تو یہ بات ابراہیم علیہ السلام کو بہت ناگوار گزرتی ہے لیکن خدا ان کو تسلی دیتا ہے، تو وہ یہ جان کر کہ خدا اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا اور ان دونوں کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، ماں بیٹے کو رخصت کرتے ہیں اور دیکھیے کہ خدا کس طرح اپنا عہد ایفا کرتا ہے کہ ویرانے میں جب اسماعیل علیہ السلام تشنگی کے باعث قریب المرگ ہوتے ہیں تو معجزانہ طور پر میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑتا ہے۔ توریت میں چشمے کے بجائے لفظ کنواں تحریر کیا ہے، پانی کی وافر مقدار کے باعث اسے بیر سبع کہا گیا ہے۔ بیر کا مطلب ہے کنواں اور سبع سات کو کہتے ہیں یعنی وہ کنواں جو سات کنوؤں کے برابر ہو۔ مسلمان اسے چاہ زم زم کہتے ہیں لیکن مترجمین بائبل نے یہاں بھی بڑی بے انصافی کی ہے اور اس کا تلفظ بگاڑ کر بیر شائع کردیا ہے۔ بہر طور بیر سبع اسی مقام کا نام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر چشمہ جاری کیا تاکہ ابراہیم علیہ السلام کی شہزوری کا پہلا اور پہلوٹھا پھل اور اس کی اولاد اسی ویرانے میں زمانے کے حوادث اور خطاکار قوم سے محفوظ رہ کر تعداد میں بڑھتی رہے۔ یہ چشمہ آج بھی فرزندان توحید کو اسماعیل علیہ السلام کے ایڑیاں رگڑنے کی یادگار ہے اور صدیاں گذرنے کے باوجود اس کا پانی تشنہ لبوں کو سیراب کررہا ہے۔ اسی چاہ زم زم کو بائبل میں بیر سبع، اس کے اطراف کو فاران اور اس جگہ کو جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد کے ہمراہ عبادت گاہ تعمیر کی تھی، دشت فاران کا قادس کہا گیا ہے۔ اس علاقے کی ایک مشہور پہاڑی مروہ ہے اسے عبرانی میں مورح کہا گیا ہے لیکن مترجمین بائبل نے اس کا بھی تلفظ بگاڑ کر موریا اور مریا کردیا ہے۔ یہی پہاڑی اسماعیل علیہ السلام کی قربان گاہ ہے۔

اگرچہ مختلف تحاریف کی طرح آمادہ قربان ہونے والے فرزند کا نام بھی تحریف کیا گیا ہے تاہم بائبل ہی کے شواہد یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسماعیل علیہ السلام ہی وہ فرزند تھے جنہیں ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کے لیے اللہ کے حضور پیش کیا تھا توریت کے مطابق جس بیٹے کو قربانی کے لیے پیش کیا گیا وہ امام الانبیاء کا اکلوتا فرزند تھا۔ اسماعیل علیہ السلام کی موجودگی میں توریت کے مصنفین کا اسحاق علیہ السلام کو اکلوتا تحریر

بقیہ مرزا کی کہانی

دعوائے اسرائیلیت کی بنا

مرزا غلام احمد صاحب حسب بیان خود ایک عمل کے ذریعہ سے عیسیٰ ابن مریم بن گئے تھے لیکن چونکہ یہ قلب شخصیت کاغذی پیرہن سے زیادہ کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا، اس لیے حضرت "مسیح موعود" صاحب اپنی اس خود ساختہ منطق کی طرف سے نہ صرف خود غیر مطمئن تھے بلکہ انہیں ہروقت یہ اندیشہ لاحق تھا کہ کہیں ان کے حلقہ بگوش اسے اول فول قرار دے کر برگشتہ نہ ہو جائیں، اس لیے حضرت مرزا صاحب نے کاملاً "ابن مریم بننے کے لیے اسرائیلی ہونے کا بھی دعویٰ کیا کیونکہ جناب مسیح علیہ السلام کے ننھیال اسرائیلی تھے، لیکن مکمل عیسیٰ ابن مریم بننے میں پھر بھی کسر رہ گئی۔ ضرورت یہ تھی کہ جس طرح انہوں نے سطحی" اپنی شخصیت تبدیل کی تھی اور خاندان میں تغیرات کیے تھے، اسی طرح کامل عیسیٰ ابن مریم کے لیے اپنے بن باپ پیدا ہونے کا بھی اعلان فرماتے اور اپنی والدہ کا نام چراغ بی بی کے بجائے مریم ظاہر کرتے لیکن ماں کا نام تبدیل کرنے میں شاید یہ مشکل حائل تھی کہ مرزا صاحب خود ہی مریم بھی بن چکے تھے۔ اگر ماں کے نام میں ردو بدل کرتے تو انہیں اندیشہ تھا کہ علمائے اسلام مریم بنت مریم پکارنے لگیں گے۔ مرزا جی نے اپنے مریم بننے اور پھر حاملہ ہو کر عیسیٰ ابن مریم بن جانے کی پوری تشریح کتاب "کشتی نوح" (صفحات ۴۶-۴۸) میں کر دی ہے، جو صاحب دیکھنا چاہیں، کتاب مذکور کی طرف رجوع فرمائیں۔

یہودیت کا جامہ زیب تن کرنے کی دوسری وجہ شاید دبے لفظوں میں دجال بننے کی ہوس بھی ہو جو ایک جلیل القدر یہودی سردار ہوگا اور جسے مافوق العادۃ قدرتیں دی جائیں گی۔ گو ملہم قادیاں نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" (صفحہ ۷۳) میں دجال سے بااقبال قومیں مراد لی ہیں اور اسی کتاب میں دوسری جگہ (صفحہ ۲۰۶ میں) نصاریٰ کے پادریوں کو دجال قرار دیا ہے لیکن احتمال ہے کہ جس طرح حضرت مرزا صاحب کرشن اوتار اور کلکی اوتار بنے، اسی طرح انہوں نے اپنے آپ کو اسرائیلی یعنی یہودی بنا کر دجال کی بھی کوشش فرمائی ہو۔ اس خیال کی تائید خود حضرت مرزا صاحب کے بعض ارشادات سے ہوتی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں "یہ اسی پیش گوئی کا ظہور ہے کہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ ستر ہزار مسلمان کہلانے والے دجال کے ساتھ مل جائیں گے۔ اب علمائے مکفرین بتلا دیں کہ یہ باتیں پوری ہو گئیں یا نہیں؟" (انوار الاسلام، مولفہ مرزا غلام احمد صاحب، ص ۴۹) اور دوسری مرزا صاحب نے اپنے پیروؤں کی تعداد ستر ہزار ہی بتائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "جس زمانہ میں ان مولویوں اور ان کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کیے، اس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے، میرے ساتھ تھے اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے قریب بیعت کرنے والوں کا شمار پہنچ گیا ہے"۔ (نزول المسیح، مولفہ مرزا غلام احمد صاحب، ص ۴) دوسری جگہ لکھتے ہیں "کیا براہین احمدیہ کے وقت سات آدمی بھی تھے؟ اور کیا اب ستر ہزار آدمی میرے ساتھ داخل بیعت ہیں یا نہیں؟" (ایضاً، ص ۲۱)

کر دینا ایک ایسی تحریف ہے جو علمی و تحقیقی سطح پر ثابت ہو چکی ہے۔ اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے اگلے چودہ برس تک بائبل کے مطابق وہی اکلوتے فرزند تھے جب حضرت ہاجرہ کو نکالا گیا تو حضرت اسحاق اتنے چھوٹے تھے کہ کچھ عرصہ قبل ہی ان کا دودھ چھڑایا گیا تھا۔ وہ لڑکا جو قربانی کے لیے پیش کیا گیا تو ریت کے مطابق اتنا توانا تھا کہ سوختنی لکڑیوں کا بوجھ اٹھا سکتا تھا۔ ایک بچہ جس کا شیر مادر کچھ ہی عرصہ قبل چھڑایا گیا ہو کس طور اتنا وزن اٹھا سکتا ہے۔ تاہم اسماعیل علیہ السلام کی عمر اور صحت اس قابل تھی کہ وہ یہ بوجھ اٹھا سکتے تھے۔

توریت کی اس تحریف کا باعث دراصل خدا کا وہ کلام تھا جو کوہ سینا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا گیا تھا۔ یہ حروف کا وہ عہد تھا جس میں خدا نے بشارت دی تھی کہ جب بنی اسرائیل مکروہ کام انجام دینے لگ جائیں گے اور شریعت میں اپنی آسائش کے مطابق ردو بدل کر دیں گے تو بنی اسحاق کے بھائیوں (بنی اسماعیل) میں سے ایک نبی میرا کلام لیکر آئے گا۔ تم اس پر ایمان لانا تاکہ نجات کے بند دروازے تم پر کھولے جاسکیں۔ بس یہی بات نسلی برتری کے زعم میں مبتلا یہودیوں کو برداشت نہ ہو سکی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے علمائے توریت میں تحریف کر کے وعدہ کا فرزند حضرت اسحاق کو قرار دے دیا اور حضرت ہاجرہ اور ان کے فرزند ارجمند کو غلاموں میں شمار کر دیا۔ بعد کے اور ادوار میں بنی اسرائیل میں جو بھی نبی مبعوث کیے گئے ان تمام نے یہودیوں کو یہ باور کرایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے سلسلہ انبیاء کا آخری نبی پیدا ہوگا۔ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم نے یہود کو وضاحت کے ساتھ بتایا کہ تمہارے بڑوں کا رد کردہ پتھر کونے کا سرا ہو گیا ہے یعنی جسے لونڈی کا فرزند قرار دے کر وراثت سے خارج کر دیا گیا تھا اسی کی نسل سے آخری نبی آنے کو ہے تو فریسی اور کاہن سمجھ گئے تھے کہ نبوت کا سلسلہ بنی اسحاق سے منتقل ہو کر بنی اسماعیل میں جانے کو ہے اب اقوام عالم کی رہنمائی کا کام ان کو سونپ دیا جائے گا لہٰذا حسب معمول نسلی برتری اور حسد کے شدید جذبات سے مشتعل ہو گئے اور انہوں نے تہیہ کر لیا کہ عیسیٰ ابن مریم کی جان لے لی جائے۔

انہی اشخاص میں ایک شخص ساؤل بھی تھا جب اس نے سنا کہ عیسیٰ ابن مریم فاران سے ظہور پذیر ہونے والے نبی کی آمد کی انجیل (خوشخبری) کی منادی کر رہے ہیں تو وہ بدترین تشدد پر اتر آیا اور اس انجیل (نبی آخری آمد) کو پھیلے سے روکنے کی بھرپور کوشش کی لیکن ناکامی پر وہ ساؤل سے پال بن گیا بعد ازاں سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ خدا کے اس عہد کو جو حضرت ہاجرہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے محمد ﷺ کے متعلق تھا (میثاق النبیین) "لونڈی کا عہد" قرار دیکر رد کر دیا پھر اس نے اس عہد کے نشان "ختنہ" کو ختم کرنے کا اعلان کیا اور شریعت کو جو حروف کا عہد تھی اور جس کی تکمیل فاران کے نبی نے کرنی تھی۔ لعنت قرار دیکر مسترد کر دیا تاکہ بنی اسرائیل اور دیگر اقوام' شریعت کے انجام یعنی آل اسماعیل میں کامل نبوت پر ایمان لانے سے بچ سکیں حالانکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ قیامت تک شریعت میں ایک نکتے یا شوشے کی بھی کمی نہ ہوگی۔

پال کو حروف کے عہد کا بخوبی علم تھا (میثاق النبیین) اس نے جن روایات کا ذکر کلیسوں کے خط میں کیا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ میں یہی تو ہیں کہ خدا کی بادشاہی تم (بنی اسرائیل) سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو دے دی جائے گی جو اس کے پھل ادا کرے۔ نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اچھا درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

بنی اسماعیل اور بنی اسحاق دونوں اقوام کے حالات سب کے سامنے ہیں ہر فرد دیکھ سکتا ہے کہ ابراہیمی روایات کے پھل کون ادا کر رہا ہے؟ کون سی قوم ہے جو توحید خالص کا عقیدہ رکھتی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام پر دن میں پانچ بار باقاعدگی سے برکت بھیجتی ہے'۔ آپ ﷺ کی پیروی میں اللہ کی بزرگی اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر سر بسجود ہو کر ادا کرتی ہے۔ خدا کے ظہور کردہ معجزانہ پانی کو بطور تبرک پینا اپنے لیے عین سعادت سمجھتی ہے اور سب سے بڑھ کر ذبح کی یادگار میں قربانیاں ادا کرتی ہے؟۔

آئیں مل کر خدا کے حضور دعا کریں کہ ابراہیمی نسبت کو اپنے لیے باعث عزت گرداننے والے تینوں مذاہب کے پیروکار تمام رنجشوں کو بھلا کر ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھیں' اور ان کے مابین اسی طرح کا تعاون اور مفاہمت پروان چڑھے جس طرح توریت کے مطابق اسماعیل علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام کے مابین تھی۔ جب ان کے عظیم والد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو دونوں بھائیوں نے مل کر ان کی تدفین کی۔ والد کی وفات کے بعد اسحاق علیہ السلام وقتاً" فوقتاً" بیر سبع یا فاران جاتے رہے جہاں انہوں نے اپنے والد کی یادگار میں مذبح بھی تعمیر کیا ان دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو رشتے ناتے بھی دیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے عبادت کی اس جگہ کو بیت ایل کے نام سے پکارا عبرانی میں بیت بمعنی گھر اور ایل بمعنی خدا کے ہیں بیت ایل کا مطلب ہے خدا کا گھر' اسی کو کعبہ' مکہ یا بکہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام' یعقوب علیہ السلام' داؤد علیہ السلام اور حضرت دانی ایل (دانیال) کا فاران آنا اور اس علاقے میں قیام کرنا اس بات کو تقویت فراہم کرتا ہے کہ وہ اسے مقام مقدس خیال کرتے ہیں۔

بقیہ ص ۲۸ پر

Fifthly: A non-Nabi can also be a recipient of Allah's will through inspiration or dream but such a recipient has no de jure right to have his statement accepted unless the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) corroborates its authenticity. Allah's wisdom demanded that *Azan* was not to be a warning or announcement only but also a constituent of *Deeni Shear* so that it drew respect from the listeners and filled the hearts of the faithful with obedience to carry out the Divine dictate. Azan is a sign of demanding faithfulness to Allah and hence its acceptance is a token of faith."

(Hujjatullah-ul-Balighah, Mutarjam Vol. 1, p. 474).

From this writing of Hazrat Shah Waliullah it is clearly proved that Azan is significantly the topmost *Shear* of Islam. Its loud proclamation brings to fore the great variations which the unbelievers have in this regard and the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) kept in mind this aspect.

(3) It is related in a holy Hadith that the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) at the time of starting *Jehad* used to wait for the break of dawn and if Azan was heard from a locality he would not attack and if he did not hear the call of Azan then he would attack.

(Ref: Sahih Bukhari, p. 86, Vol. 1, Abu Dawood p. 354, Vol. 1, Mishkat p. 341, Kitabul Khiraj, p. 208).

Venerable commentators wrote that this Hadith proves the fact that Azan is a Sheaar of Islam.

(Ref: Fath ul Bari, p. 90, Vol. 2, Umdat ul Qari, p. 116, Vol. 5).

(4) Another Hadith has been recorded earlier that the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) used to direct the Mujahideen to refrain from killing anybody if they saw a Masjid in a locality or heard an Azan over there.

(Ref: *Abu Dawood*, p. 354, *Mishkat*, p. 342).

This Hadith too shows that the voice of a muezzin rising from a village was a sign that its inhabitants were Muslims.

(5) The elders of the Ummah have profusely written in books that Azan is a *Sheaar* of Islam. Some references are given below:

Navavi Sharah Muslim, p. 164, Vol. 1.
Ibne Arabi Sharah Tirmizi, p. 309, Vol. 1.
Fath ul Bari, p. 77, Vol. 2.
Umdat ul Qari, p. 102, Vol. 5.
Majmoo' Sharah Muhazzab, p. 80, Vol. 3.
Hashya Fatawah Hindiyah p. 69, Vol. 1.
Fatawa Hafiz Ibne Timiyah, p. 71, Vol. 1.
Fath ul Qadeer Sharah Hidayah, p. 240, Vol. 1.
Al Bahr ur Raiq Sharah Kanz, p. 269, Vol. 1.
Radd-ul-Muhtar Sharah Durr-e-Mukhtar, p.384, Vol. 1.
Meezan-e-Kubra Sherani, p. 118, Vol. 1.

(6) The jurists of the Ummah have also stated that Azan called by an unbeliever is unauthentic. *In Rehmat ul Ummah* it is said:

"There is a consensus among all Imams that Azan of a sensible Muslim is reliable while the Azan of a disbeliever or an insane person is not proper."

Some more references follow:

Al Majmoo' Sharah Muhazzab, p. 98, Vol. 3.
Mughni Ibn-e-Qudamah, p. 185, Vol. 1.
Sharah Kabeer, p. 418, Vol. 1.
Al Bahr ur Raiq, p. 279, Vol. 1.
Radd-ul-Muhtar, p. 393, Vol. 1.
Meezan Kubra Sherani, p. 118, Vol. 1.
Al-Fiqah ul Islami Wa Adillatu, p. 541, Vol. 1.

There are abundant proofs that Azan is a *Sheaar* of Muslims only and that if Azan is heard in a locality, its inhabitants are Muslims, and, finally, the Azan of a non-Muslim is improper and unauthentic.

وہ رحمت تمام وہ غمخوار بے کساں
ہے جس کو ناز فقر وہ سلطان دو جہاں
فخر الرسل ہے شافع روز حساب ہے
امی لقب ہے صاحب ام الکتاب ہے

اندھا دھند قتل

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر ایسا دور نہ آجائے جس میں نہ قاتل کو یہ بحث ہوگی کہ اس نے کیوں قتل کیا، نہ مقتول کو یہ خبر ہوگی کہ وہ کس جرم میں قتل کیا گیا؟ عرض کیا گیا ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا فساد عام ہوگا قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔"

the explications of men of religious distinction that.

(1) Masjid is a *Sheaar* of Islam and Muslims.

(2) A non-Muslim cannot be permitted to build a mosque or build a place of worship resembling a mosque or call his place of worship a mosque.

(3) And if any non-Muslim does so then it is obligatory for the Muslim Court to order its demolition and to burn it down in the way the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) had ordered demolition and burning of *Masjid Zirar* and had also sent a party of venerable Companions to raze the Ka'bah Yamania to ground. Imam Abu Yusuf has related this incident in *Kitab'ul'Khiraj* with his accredition:

"Hazrat Jareer, may Allah be pleased with him, says that the Prophet of Allah (صلی اللہ علیہ وسلم) asked me: Will you not provide me comfort in regard to "Zul Khalasah?" This was the tribe Banu Khasam's house which they worshipped during the days of *Jahiliyyat*. Hazrat Jareer says that 'on hearing the Prophetic Order, I went out with a posse of hundred and fifty horsemen'. We burnt the house to ashes like a camel afflicted with scabies. Then I sent a messenger into the holy Prophet's audience for giving him the good news of its destruction. The messenger submitted into the holy audience: 'I swear by Him Who has sent you with truth that I have come to you after we made that house look like a camel with a scabby crust.' The holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) was pleased to pronounce an invocation of blessing for the tribe of Ahmad and its horsemen."

(Kitab-ul-Khiraj, p. 210).

(G) *Azan* is also a *Sheaar* of Islam

Muezzin's calling for five-time prayers and for Juma is also a *Sheaar* of Islam. This needs no proof for substantiation because do Muslims and non-Muslims not know that *azan* is a usage which is customary with Muslims only? No people say *azan* except the Muslims in this well-known manner. As the proverb goes: the apparent needs no argument. So what is visible to the naked eye calls for no reasoning. But, alas, time is an ingenious oppressor that turns axiomatic truths into confrontational moot points. Hence, I present proofs in this regard also.

(1) In Quran Hakeem it is said in *Surah Al Maidah*, Verse 56:

"When you give a call for *Salat* they take it for a jest and sport because they are a people with no understanding."

In this verse, giving a call for *salat* means Azan. The caller of Azan is although one man but Allah, the Exalted, alluded it to the whole jamaat of Muslims and used the words: "When you give a call for salat." Allama Badruddin Aini gives the reason for it and says that since a Muezzin calls Azan for inviting Muslims, this act of individual calling has been signified as a collective act of all Muslims.

(Umdatul Qari, Vol. 5, p. 102)

This verse, therefore, proves that Azan is a *Sheaar* of Muslims only because it is given out to Muslims asking them to come for prayers.

(2) When Rasulullah (صلی اللہ علیہ وسلم) came to Madinah Tayyibah the need arose as to how Muslims should be informed of the time of Namaz. Some persons suggested ringing of a bell. Huzoor (صلی اللہ علیہ وسلم) disapproved of it because it was a *Sheaar* of the Christians. There was another suggestion that "Boq" (an organ) be used. Huzoor disapproved of this also because that was the way of the Jews. A third suggestion of lighting a fire was put forth but that was what the fire-worshippers did. The discussion ended on this decision that somebody should make an announcement in a loud voice that Namaz was ready to be held. Later on, it transpired that some Companions saw a dream in which the method of saying Azan was taught. They related this dream to the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) who corroborated it through a Divine Revelation. From that time onward, the prescribed method of Azan is in force among Muslims.

(Fath ul Bari, Vol. 2, p. 80).

Discussing this incident, Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi writes:

"Some precepts of Shariat are evidently proved by this incident. First: Commandments of Shariat have been laid down on certain prudent considerations. Secondly: These go to permit the authoritative jurists to derive precepts from bearings that are latent in Shariat. Thirdly: Ease and convenience is an integral part of Shariat Commands. Fourthly: The Law-Giver wants to put up stiff opposition in matters of Deen to those who have deviated from Allah's path.

- *Tafsir Mazhari* Vol. 4, p. 296.
- *Tafheem ul Quran* Vol. 6, p. 234.
- *Maariful Quran* Vol. 4, p. 463.

The main conclusion drawn from the above discourse is that the so-called Masajid of Qadiani hypocrites are *Masjid Zirar*. Consequently it is the duty of the honourable Court, to follow the noble Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) and order their demolition and burning to ashes.

(E) Quran Hakeem has prohibited the entry of non-Muslims into the Masajid of Muslims.

The reason for prohibition is that Quran Hakeem has categorised non-Muslims as unclean due to their doctrine of disbelief. Hence their entry is forbidden so that Masajid be kept undefiled. Allah says in *Surah Taubah*, verse 28:

"O believers, polytheists are totally impure so let them not come in the vicinity of Masjid-e-Haram after this year."

This verse shows that unbelievers and polytheists are forbidden from entering a Masjid.

Imam Abu Bakr Jassas Al Razi (d. 370 A.H.) writes:

"The term unclean for a polytheist is used because polytheism in which he has a belief is to be shunned just like excretion and putridity. So they are called filthy and impure. Filth is of two kinds in religious code, one excretes from the body and the other from the sin (of heart). And Allah's saying that verily polytheists are filthy means that unbelievers should be checked from entering a Masjid unless there is an inescapable reason, because Allah has enjoined upon Muslims to keep Masajid clean from filth."

Other renowned commentators have given similar clarifications to this verse, i.e., non-Muslims are debarred from entering Masajid without permission of Muslims.

(F) Holy Ahadith have declared Masajid a *Sheaar* of Islam

We have seen that the verses of Quran Hakeem are unambiguous in this respect, the holy sayings of Rasulullah (صلی اللہ علیہ وسلم) also carry the same tenor, that a Masjid is a *Sheaar* of Islam.

(1) When Muhammad-ur-Rasulullah صلی اللہ علیہ وسلم despatched his venerable Companions on *Jehad* he advised them:

"If you see a Masjid in a settlement or hear the voice of a muezzin then don't kill anybody."

This Hadith, from *Tirmizi, Abu Dawood, Mishkat* (p. 342) tells us that existence of a mosque in a village is an indication of its people being Muslims.

(2) The work performed for the upkeep of a mosque has been called by the holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) a token of belief on the part of attendant.

"When you see a person working for the upkeep of a mosque then testify to his Faith because Allah the Exalted says that that person builds the mosques of Allah who believes in Allah, the Exalted, and in the Day of Judgement."

(Tirmizi, Ibne-Majah Mishkat Shareef, p. 69).

(3) The holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم declared Masajid as *Baitullah* (House of Allah). *(Abdur Razzaq*, Vol. 11, p. 296).

Hazrat Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi writes in *Hujjatullah ul Balighah*:

"It is virtuous to build a mosque, to be present in it, to sit waiting there for *salat* (namaz) because Masjid is a *Sheaar* of Islam. That is why Rasulullah صلی اللہ علیہ وسلم was pleased to say: 'When you see a mosque in a village or listen to a *Muezzin* calling *Azan* then don't kill anybody, (that is, the existence of a Masjid in a habitation and calls of *Azan* are signs that its inhabitants are Muslims). And Masjid is a place for saying prayers and a place for sitting in *Etikaf* (retreat into a mosque for Allah's worship). Allah's blessings descend there, and it resembles Ka'bah in a way.'"

(Hujjatullah-ul-Balighah Mutarjam, Vol. 1, p. 478, Noor Muhammad Kutub Khana, Karachi)

To summarize, it is evident from the illustrious *Ayaat* (verses) of Quran Hakeem, the holy sayings of the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم) and from

SUBMISSION TO THE HON'BLE SUPREME COURT OF PAKISTAN

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
K.M. Salim

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

(C) **Construction of Masjid is a right of Muslims only**

Where the Quran Hakeem has said that an unbeliever is unfit for building a Masjid, it has also laid down clearly that only Muslims have the right to do so. In *Surah Taubah*, Verse 18, Allah says:

"To visit and tend Allah's mosques is the work of that person only who has faith in Allah, and the Day of Judgement, offers prayers, pays *zakat* and is not afraid of anybody except Allah. Such are the persons who will hopefully be the guided-ones."

Qualities, mentioned in this verse are significant virtues of Muslims. It signifies that only such person has the right to build a mosque as has faith in *Deen-e-Muhammadi* in toto and does not disavow any part of *Deen*.

(D) **Masjid constructed by non-Muslims is Masjid '*Zirar*'. It should be demolished.**

In the auspicious times of Muhammadur Rasulullah (صلی اللہ علیہ وسلم) some non-Muslims showed themselves up as Muslims and constructed a building by giving it the name of Masjid. This was notoriously known as *Masjid Zirar*. The Prophet was informed of their hypocrisy and disbelief through a divine Revelation and he ordered its immediate demolition.

The following verses relate to this incident:

"And those people who constructed a Masjid, to harm Islam and Muslims, to practise disbelief and to foment discord among the believers and make an ambuscade for the enemies of Allah and His Rasul, they will loudly swear that we have not intended anything except the good and Allah testifies that they are certainly liars: Never stand in it (for prayer). This building which they have constructed shall always remain a thorn in their heart until their hearts go into pieces. And Allah is All-Knowing, All-Wise."

(Surah Taubah, 107...110

It becomes evident from the above verses that:

(1) A Masjid constructed by a non-Muslim group should be called *Masjid Zirar* even if it is constructed in the name of Islam.

(2) The objectives of such a construction by the non-Muslim hypocrites shall always be:

- To harm Islam and Muslims.
- To disseminate doctrines of infidelity.
- To stir confusion and cause disunity in Muslim society.
- To develop a den of devils opposed to Allah and the Prophet. صلی اللہ علیہ وسلم

(3) Because schemes of hypocrites must be crushed and curbed, the *Masjid Zirar* was demolished and burnt on the order of the Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم). A few references to this effect are quoted below:

- *Seerat Ibne Hisham Bar Hashya Al Raoz* Vol. 2, p. 322.
- *Tafsir Qartabi*, Vol. 8, p. 254.
- *Tafsir Ibne Kathir*, Vol. 5, p. 338.

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (جدید ایڈیشن)

پروفیسر محمد الیاس برنی

○۔۔ "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ "برصغیر پاک و ہند میں وہ مشہور کتاب ہے جسے قادیانی عقائد و عزائم کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے۔

○۔۔۔۔ آج تک اس کے تمام ایڈیشن لیتھو پر شائع ہوئے تھے جن میں موجود بہت سی غلطیاں کتاب کے حسن کو ماند کررہی تھیں۔

○۔۔۔۔ اب اس کا جدید ایڈیشن کمپیوٹر پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے۔

جدید ایڈیشن درج ذیل خصوصیات کا مجموعہ ہے:۔

۱۔۔۔۔ قدیم قادیانی کتب اور ان کے جدید ایڈیشنوں کے حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے نیز روحانی خزائن (مطبوعہ ربوہ و لندن) کے حوالہ جات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۲۔۔۔۔ قادیانی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات بمعہ جلد، شمارہ، تاریخ اور صفحات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۳۔۔۔۔ کتابت کی سابقہ تمام غلطیوں کو دور کردیا گیا ہے۔ حوالے کی اصل کتابوں سے عبارتوں کو ملا کر تصحیح کردی گئی ہے۔

۴۔۔۔۔ سیرت المہدی کے حوالہ جات میں صفحہ اور جلد کے ساتھ روایت نمبر بھی درج کردیا گیا ہے۔

۵۔۔۔۔ جہاں کہیں عبارتوں میں کتابت کی غلطی تھی اسے دور کردیا گیا ہے۔

۶۔۔۔۔ فاضل مصنف مرحوم نے عنوان کے ساتھ صرف نمبر لگائے تھے۔ ہم نے فہرست میں ان عنوانات کے ساتھ صفحات بھی دے دیئے ہیں۔

۷۔۔۔۔ ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست کو اصل فہرست کے ساتھ لگادیا گیا ہے۔

۸۔۔۔۔ مرزا قادیانی کے اشتہارات جو تبلیغ رسالت کے نام سے پہلے دس جلدوں میں تھے۔ ان حوالہ جات میں مجموعہ اشتہارات کی تینوں جلدوں کے صفحات دے دیئے ہیں۔

۹۔۔۔۔ مصنف نے مرزا کے اقوال کفریہ مختلف قادیانی رسائل و اخبارات کے حوالہ کے ساتھ دیئے تھے۔ اب ملفوظات کے حوالہ جات بھی ساتھ لگادیئے گئے ہیں۔

۱۰۔۔۔۔ مصنف کے زمانہ تصنیف کتاب ہذا کے وقت مرزا قادیانی کا کفر نامہ، تذکرہ، شائع نہیں ہوا تھا۔ اس ایڈیشن میں "تذکرہ" کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت۔ عمدہ سفید کاغذ۔ سہ رنگ ٹائٹیل۔ خوب صورت جلد۔ صفحات ۱۱۶۴۔

قیمت تین صد ۳۰۰ روپے صرف۔

ملنے کا پتہ۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ حضوری باغ روڈ۔ ملتان۔ فون نمبر ۵۸۳۱۲۲

REGD. NO. SS- 160

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغواء کی منظم وارداتوں پر پاکستان کا شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اُٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ ملکِ عزیز کو دشمن نا گفتہ حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پُرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آیئے دیکھئے ان پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

① اسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بحث آمد و خرج تحریکِ جدید ۱۹۹۳ء صفحہ ۲۴) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ (ہفت روزہ [illegible] لاہور [illegible])

② اسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوتا ہے۔ (۱۴ر جنوری ۱۹۸۹ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

① مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر آنجہانی نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ اکھنڈ ہندوستان بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ر مئی ۱۹۴۷ء)

② مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

① امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

② حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں امریکی سفارت کاروں کا ربوہ میں تین بار آنا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جس کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (حالیہ اخبارات۔ جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دُنیا بھر کے یہودی مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروفِ کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرونِ ملک بھجوا رہی ہے۔ ان تخریب کاروں کے آنے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

اِن حالات میں

حکومتِ پاکستان اپنی ذمّے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: **عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (ملتان، پاکستان)**